لکھنؤ

تعمیرِ حیات

پندرہ روزہ

قربانی اور ملت ابراہیمی

''میری زندگی اور میری موت سب کچھ پروردگار عالم ہی کے لئے ہے''۔ یہ اس کا قول تھا، اپنی پیاری اولاد کو خدا کی راہ میں چھری کے نیچے لے آنا، یہ اس کا عمل تھا۔ آپ کا عمل اس عمل سے کوئی مناسبت رکھتا ہے؟ ایک مسلم وہ تھا جو اولاد کے حلق پر چھری پھیر رہا تھا، ایک مسلم آپ ہیں کہ جب آپ سے کہا جاتا ہے کہ اپنی اولاد کو بجائے فرنگی قالب میں ڈھالنے کے خدمت دین کے لئے تیار کیجئے تو آپ ایسی تجویزوں کو تمسخر کے قابل سمجھتے ہیں! پھر آپ کو کوئی حق ہے کہ آپ بھی اپنی قربانیوں کے مقبول ہونے کی کوئی توقع قائم کرسکیں؟ قربانی کا موسم تو خاص ایثار وتحمل، بے نفسی و بے لوثی، خدمت وخلوص کے جذبات کی ترقی وبالیدگی کا زمانہ ہونا چاہئے لیکن پھر یہ کیا ہے کہ اپنے وطنی بھائیوں کی نادانیوں کے جواب میں آپ بھی نادان بن جاتے ہیں اور ان کی ضد کا جواب اپنی ضد سے دینے لگتے ہیں؟ دین کے اہم مقصدوں اور امت اسلامیہ کی وسیع مصلحتوں کے لئے تو آپ کو بڑی سے بڑی قربانیوں کے لئے تیار رہنا چاہئے! فوری انتقامی جذبات کی قربانی تو بہت ہی ہلکی قربانی ہے، کیا خدانخواستہ آپ اتنی ہلکی قربانی کے لئے بھی آمادہ نہیں؟!

مولانا عبدالماجد دریابادیؒ

فی شمارہ =/12₹

۲۵/اکتوبر ۲۰۱۲ء

سالانہ زرتعاون -/250

پندرہ روزہ

تعمیرِ حیات

لکھنؤ

جلد نمبر ۴۹ | ۲۵/ اکتوبر ۲۰۱۲ء مطابق ۸/ ذی الحجہ ۱۴۳۳ھ | شمارہ نمبر ۲۴

زیرسرپرستی

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

(ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ)

مولانا مفتی محمد ظہور ندوی

(نائب ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ)

زیرنگرانی

مولانا سید محمد حمزہ حسنی ندوی

(ناظر عام ندوۃ العلماء لکھنؤ)

مدیر مسئول

شمس الحق ندوی

نائب مدیر

محمود حسن حسنی ندوی

مجلس مشاورت

• مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی • مولانا خالد ندوی غازی پوری
• نعیم الرحمن صدیقی ندوی

ترسیل زر اور خط وکتابت کا پتہ

Tameer-e-Hayat
Tagore Marg, Badshah Bagh, Lucknow-226007
E-mail: nadwa@sancharnet.in, Ph: (0522) 2740406

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

اِس شمارے میں

شعروادب		
عید قرباں کا پیغام	رئیس الشاکری ندوی	۲
اداریہ		
عید قرباں اور ایمان واحتساب	شمس الحق ندوی	۳
شان یکتائی		
حجۃ الوداع	حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی	۵
ملت حنیفی		
عید الاضحیٰ اور ابراہیم خلیل اللہ	مولانا ابوالکلام آزادؒ	۹
شعائر اسلام		
اللہ اللہ! عرفات کا لق ودق ویرانہ	مولانا عبدالماجد دریابادیؒ	۱۳
حب صادق		
ناموس رسالت کی حفاظت کیجیے!	مولانا مفتی محمد تقی عثمانی	۱۵
یادگار ابراهیم		
آگ کرسکتی ہے انداز گلستاں پیدا	مولانا ڈاکٹر سعید الرحمن اعظمی ندوی	۱۷
عصر حاضر		
فیس بک ـ سود اور ناروا استعمال	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	۱۸
حج مبرور		
حج کے بعد ہماری زندگی	مولانا سید محمد حمزہ حسنی ندوی	۲۰
فقہ و فتاویٰ		
سوال وجواب	مفتی محمد ظفر عالم ندوی	۲۱
آداب وفضائل		
عشرۂ ذی الحجہ ـ فضائل واعمال	خالد فیصل ندوی	۲۲
خبرو نظر		
عالم اسلام	جاوید اختر ندوی	۲۳
اسلام هی کیوں؟		
اسلام ـ ایک متبادل نظام زندگی	سید محمد امین حسنی	۲۶
شمع هدایت		
ایک خاتون ڈاکٹر کا قبول اسلام	ام سفیان	۲۹
وفیات		
حمیدہ قطب بھی چل بسیں!	عبدالغفار عزیز	۳۱

سالانہ زرتعاون -/250 | فی شمارہ -/12 | ایشیائی، یورپی، افریقی وامریکی ممالک کے لئے -/50$ ڈالر

ڈرافٹ تعمیر حیات کے نام سے بنائیں ... All CBS Payable Multicity Cheques ... ₹30/= ...

آپ کے خریداری نمبر کے نیچے اگر کالی لکیر ہے تو سمجھئے کہ آپ کا زرتعاون ختم ہو چکا ہے۔ لہٰذا جلد ہی زرتعاون ارسال کریں ... (منیجر تعمیر حیات)

پرنٹر پبلشر اطہر حسین نے آزاد پرنٹنگ پریس، نظیر آباد، لکھنؤ سے طبع کرا کے دفتر تعمیر حیات مجلس صحافت ونشریات ٹیگور مارگ، بادشاہ باغ لکھنؤ سے شائع کیا۔

Ready made
R.C.C. Precast
Minar for Masjid.

آر سی سی سیمنٹ کے پریکاشٹ تیار شدہ مسجد کے مینار، کم قیمت، کم وقت میں پھٹنگ، مضبوط اور خوشنما مینار کے لیے رابطہ کریں۔

Zam Zam Minar زم زم مینار

Old Haiderganj, Lucknow
اولڈ حیدر گنج لکھنؤ

Mob.: 9935511786, 9793380786 موبائل
9793379786, 9453138424
website: www.Zamzamminar.com ویب سائٹ

شیشہ وٹائلس کے بھی مینار 7 سے 45 فٹ تک آرڈر پر بنتے ہیں۔

شعر وادب

عید قرباں کا پیغام

رئیس الشاکری ندوی

حضرت انساں کی فطرت مذہب اسلام ہے
مالک کونین کا کتنا بڑا انعام ہے

حکمت و دانائی سے لبریز ہے ہر ہر اصول
گویا حکمت سے عبارت مذہب اسلام ہے

"عید قرباں" کی عزیمت پر نظر فرمایئے
خود نظر آئے گا کیا شے حکمت اسلام ہے

"قدر گوہر شاہ داند یا بداند جوہری"
اس نظر کو کیا نظر آئے جو اب تک خام ہے

برکتوں کے ساتھ لیجے "عید قرباں" آگئی
جس کا ہر لمحہ مسلماں کے لیے انعام ہے

اہل دانش فکر فرمائیں عیاں ہو جائے گا
"عید قرباں" بندگی کا خوبصورت نام ہے

شاہد بزم یقیں کی آنکھ مل جائے اگر
دیکھیے پھر "عید قرباں" رسم خوش انجام ہے

"عید قرباں" سے ہمیشہ کے لیے بے فیض ہے
جذبۂ ایثار و طاعت میں اگر ناکام ہے

جان جس کی ہے اسی کے واسطے دیدیجیے
ہر ادائے "عید قرباں" میں یہی پیغام ہے

عید قرباں جذبہ طاعت کی مظہر ہے رئیسؔ
ہم مسلمانوں پہ خونریزی کا کیوں الزام ہے

☆☆☆☆☆

اداریہ

عید قرباں اور ایمان واحتساب

شمس الحق ندوی

مسلمان ہفتوں اور مہینوں پہلے سے قربانی کا جانور خریدتا، اس کو کھلاتا پلاتا اور اپنے سے مانوس کرتا ہے، اس لیے کہ اس نے اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سنا ہے: "سمنوا ضحایا کم فانها علی الصراط مطایا کم"۔ (تم اپنے قربانی کے جانوروں کو خوب فربہ کرو کہ پل صراط پر وہی تمہاری سواری ہوں گے)۔

مسلمان اپنے پالے ہوئے اس جانور کو جب لٹا دیتا ہے اور اس کی گردن پر چھری رکھتا ہے تو بسا اوقات اس کی آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں کہ اس جانور سے اس کو اُنس ہو گیا تھا، اس کو اپنے ہاتھوں سے کھلایا پلایا تھا، اُس کی محبت دل میں گھر کر گئی تھی، لیکن اس کے باوجود وہ چھری چلا دیتا ہے اور دل کے تعلق ومحبت کی سوزش کو یہ کہہ کر بجھا دیتا ہے کہ ﴿اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ﴾۔ (بے شک میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت، اللہ رب العالمین کے لیے ہے)۔

خلاصہ یہ ہے کہ میں اور میرا سب کچھ اللہ کے لیے ہے، جب اللہ کے لیے ہے تو پھر اس جانور سے میری محبت اس کی گردن پر چھری پھیرنے سے مانع کیوں ہو؟ جب کہ خدا ہی کے نام پر اس کو ذبح کر رہا ہوں۔

مومن بندہ رنج وقلق کے بجائے شوق وسرمستی کے جذبات میں سرشار ہو کر چھری چلا دیتا ہے، اپنی آنکھوں سے خون کا فوارہ نکلتے دیکھتا ہے اور خوش ہوتا ہے کہ آقا کا حکم بجالایا، آقا کا حکم بجالانا اصل قیمت اسی جذبہ کی ہے، اگر یہ جذبہ نہ ہو تو اس قربانی کی کوئی قیمت نہ ہو، فرمایا: ﴿لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُہَا وَلَا دِمَاؤُہَا وَلٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ﴾۔ (اللہ تعالیٰ کے پاس ان قربانیوں کا گوشت یا خون نہیں پہنچتا، بلکہ تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے)۔

تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے، یہ لفظ قربانی کرنے والے کو ہوشیار ومتنبہ کرتا ہے کہ دیکھو! کہیں اس میں شہرت وناموری کا جذبہ نہ کام کرنے لگے کہ فلاں نے اتنی قربانیاں کیں یا اتنا قیمتی جانور ذبح کیا، ذبح سے پہلے اس کو گلی کوچوں میں پھرایا کہ شہرت ہو، لوگ واہ واہ کریں، تقویٰ کے ساتھ واہ واہ کا گذر نہیں، بلکہ تقویٰ تو متقاضی ہوتا ہے آہ آہ کا، کہ کر کے بھی ڈرتا رہے کہ قبول بھی ہوا یا نہیں۔

ہم مسلمانوں میں شہرت وناموری کے لیے زندگی کے مختلف مواقع پر اسراف وفضول خرچی کی ایسی ریت پڑ گئی ہے کہ ہم ان مواقع پر بھی اس کے پھندے سے نہیں نکل پاتے، جو خالص عبادت ہیں، چنانچہ اب قربانی کے جانور کے ساتھ بھی ہم میں سے بہت سے لوگ یہ کرنے لگے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ قیمت کا جانور خرید لیتے ہیں، پھر اخباروں میں اسکا ذکر آتا ہے، اس جانور کی نمائش ہوتی ہے، اس کو ہار پھول پہنائے جاتے ہیں، سڑکوں پر پھرایا جاتا ہے، یہ رسم ایسی بڑھتی جارہی ہے کہ اب باقاعدہ مہم کے طور پر لوگوں کو قربانی کی حقیقت بتانے اور سمجھانے کی ضرورت ہے۔

کہاں قربانی کی یہ فضیلت کہ قربانی کے خون کا قطرہ زمین پر گرنے سے قبل خدا کے یہاں مقبول ہو جاتا ہے اور جانور کے جسم پر جتنے بال ہیں اتنی نیکیاں ملتی ہیں، اور کہاں یہ نادانی کہ ہم اس عظیم الشان عبادت کو شہرت وناموری کے پیچھے اکارت کر دیں، ذرا ہم یہ تو خیال کریں کہ یہ قربانی کس قربانی کی یادگار ہے؟ ایک باپ نے اپنے خالق کے حکم سے بکرے، دنبے، اونٹ، بیل کی گردن پہ نہیں بلکہ اپنے لخت جگر کی گردن پر چھری پھیر دی تھی، یہ کوئی معمولی قربانی نہ تھی، کوئی اپنے نور چشم اور جگر پارہ کو سامنے کر کے ایک لمحہ کے لیے یہ تصور کرے کہ اس کو بچے کو ذبح کرنا ہے، دل پر کیا گزرے گی؟ مگر سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے یہ انہونی کر دکھائی۔

جب یہ قربانی یادگار ہے اس ذبح عظیم کی، تو کیوں اس کو شہرت وناموری کے شوق میں بے کار ورایگاں بلکہ نیکی برباد، گناہ لازم کا مصداق بنایا جائے۔

ایک بڑی تعداد ایسی بھی ہے جو باوجود استطاعت کے قربانی نہیں کرتی، دنیا کے سارے کام کر ڈالتی ہے، دیگر رسوم ورواج میں بے تحاشہ خرچ کر ڈالتی ہے، مگر

قربانی جو ایک فریضہ ہے، اس کی ادائیگی سے غفلت برتتی ہے بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ قربانی تو ہوتی ہے مگر جو بشاشت و انبساط ہونا چاہیے وہ نہیں ہوتا، بلکہ سر سے بار اتارا جاتا ہے، حالانکہ قربانی کے دنوں میں قربانی کے عمل سے بڑھ کر کوئی اور عمل اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔

یہی وہ دن ہوتے ہیں جب حجاج طواف وسعی اور منیٰ ومزدلفہ میں" اللّٰھم لبیک لبیک" (میرے مولا! حاضر ہوں، حاضر ہوں) کی صدا بلند کرتے ہیں، اپنے رب سے روتے وگڑگڑاتے ہیں، قربانی پیش کرتے ہیں، ہم وہاں نہیں پہونچ سکتے تو قربانی تو کر سکتے ہیں۔

ہمارا کچھ عجب حال ہو گیا ہے، دوسری قوموں کی دیکھا دیکھی خالص دینی چیزوں اور عبادت کو بھی کھیل تماشا بنا لیتے ہیں، ہمیں مظاہرہ اور دکھاوے کا ایسا شوق ہوتا ہے کہ عبادت کی اصل روح کو بھول جاتے ہیں، رمضان المبارک میں ترتیل کے ساتھ اطمینان سے پورے رمضان میں ایک قرآن کا تراویح میں ختم کرنا سنت ہے، اکثر ایسا ہوتا ہے کہ پہلے عشرہ میں قرآن ختم ہو گیا باقی پورے رمضان کی تراویح ﴿الم تر کیف﴾ سے ہوتی ہے، شبینہ کا ایسا شوق ہوتا ہے کہ اس میں قرآن کریم کا ادب نہیں ملحوظ رہتا ہے، قاری تیزی کے ساتھ ایسی تیزی کہ پورے الفاظ بھی واضح نہیں ہوتے، پڑھتا جاتا ہے، لوگ چائے پینے اور سگریٹ نوشی میں مشغول ہوتے ہیں، چند لوگ امام کے پیچھے قرآن سنتے ہیں، یہ قرآن کی تعظیم ہے یا توہین، نکاح جو خالص دینی فریضہ اور عبادت ہے اس کو کلیۃً دنیاوی چیز بنا دیا گیا ہے اور اس کی رسوم ایسی کمر توڑ ہیں کہ شادی خانہ آبادی کے بجائے شادی خانہ بربادی بن گئی ہے، اس شادی میں جس کے متعلق اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "ان أعظم النكاح بركة أيسره مؤنة"۔ (سب سے زیادہ بابرکت نکاح وہ ہے جس میں خرچ کم ہو) لاکھوں روپے صرف کیے جاتے ہیں اور پڑوس میں یتیم اور بیوائیں خالی پیٹ رات گذار رہے ہوتے ہیں۔

اسی طرح سے عقیقہ سنت ہے، اگر یہ سنت کے مطابق ہو تو موجب اجر وثواب ہے، مگر اس کا بھی یہ حال ہے کہ یا تو لوگ غفلت برتتے ہیں، اس سنت کو کوئی اہمیت ہی نہیں دیتے اور یا پھر اس دھوم دھام سے عقیقہ کرتے ہیں کہ رقص وسرور کی بھی مجلس گرم ہوتی ہے اور یہ نہیں تو فلمی گانے تو ضرور ہی ہوتے ہیں۔

بات میں بات نکلتی جاتی ہے، یہی حال اب حج کا بھی ہو گیا ہے، حاجی کی وہ شہرت ہوتی ہے اور اس طرح ہار پھول پہنایا جاتا ہے اور اس ہنگامہ کے ساتھ اس کو روانہ کیا جاتا ہے اور پھر واپسی پر دعوت وشہرت کا ایسا سامان کیا جاتا ہے کہ اس کا عبادت کا پہلو ختم ہو کر رہ جاتا ہے، صرف شہرت ہی شہرت ہاتھ آتی ہے، اور قوموں کی دیکھا دیکھی ہم مسلمانوں میں بھی ظاہر پرستی ایسی عام ہو گئی ہے کہ احتساب وایمان کا پہلو مغلوب ہو کر رہ گیا ہے۔

☆☆☆☆☆

دعوت حق کی انقلاب انگیز حقیقت

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ظہور ایک ایسے عہد میں ہوا تھا، جب کہ ان کے ملک میں اور ان کے ملک سے باہر کوئی گروہ بھی ایسا نہ تھا، جس میں قبولیت حق کی استعداد دکھائی دیتی ہو، یہ حالت دیکھ کر انہوں نے کہا: خدایا! تو کیوں کر اس موت کو زندگی سے بدل دے گا؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے دعوت حق کی انقلاب انگیز حقیقت پرندوں کی مثال سے واضح کردی، اگر تم ایک پرند کو کچھ دنوں تک اپنے پاس رکھ کر ایسا تربیت یافتہ بنا سکتے ہو کہ تمہاری آواز سنتا اور تمہارے بلانے پر اڑتا ہوا آجا سکتا ہے تو کیا گم راہ اور متوحش انسان دعوت حق کی تعلیم وتربیت سے اس درجہ اثر پذیر نہیں ہو سکتے کہ تمہاری صدائیں سنیں اور ان کا جواب دیں؟

چنانچہ ایسا ہی ہوا، اس داعی حق نے انسان کی متوحش اور گم راہ روحوں کی جو تربیت کی تھی اس نے تاریخ عالم کا سب سے زیادہ عظیم الشان انقلاب پیدا کر دیا، قوموں کی قومیں اور نسلوں کی نسلیں دعوت ابراہیمی پر قدم اٹھاتی رہیں اور باوجودیکہ تین ہزار برس سے زیادہ مدت گزر چکی ہے، لیکن آج بھی ہر سال انسانوں کے بے شمار غول اس دعوت پر لبیک کہتے ہوئے دوڑتے اور معبد ابراہیمی میں جمع ہوتے ہیں۔ [ترجمان القرآن: ۲/۲۴۰]

مولانا ابوالکلام آزادؒ

شان یکتائی

آخری قسط

حجۃ الوداع

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

ہدایات اور وصیتیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ہدایات اس حج کے دوران اپنے خطبوں میں دیں، ان میں ایک بڑی ہدایت اور وصیت یہ کی کہ انسانی برادری میں مساوات رہے، آپؐ نے انسانی برادری میں ایک کو دوسرے کے مساوی قرار دینے کا اعلان فرمایا اور یہ

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس حج میں جو دعائیں کیں وہ بہت موثر اور دل کی گہرائیوں سے نکلیں، وہ ایک طرف ادب و بلاغت کا شاہکار ہیں، دوسری طرف ان سے ان کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان تعلق کی کیفیت پوری طرح دوسروں پر عیاں ہوجاتی ہے، وہ باوجود اپنے پروردگار کے منتخب ومحبوب بندہ اور اس کے عظیم المرتبت پیغامبر ہونے کے اپنے کو کس قدر حقیر اور ناتواں، بیکس اور محتاج سمجھتے ہیں اور مشکل کشا وحاجت روا صرف اللہ تعالیٰ کو ہی جان کر اس پر کیسا یقین کامل وغیر متزلزل اعتماد رکھتے ہیں۔"

فرمایا کہ کسی ایک کی برتری دوسرے کے مقابلہ میں اس قدر ہوگی جتنا کہ وہ اپنے پروردگار یعنی اللہ تعالیٰ کے حکموں کا زیادہ پاس ولحاظ رکھنے والا ہو، اس کے احکامات میں احتیاط سے زندگی بسر کرنے والا ہو۔

ارشاد فرمایا:

"يا أيها الناس اهل تدرون في أي شهر أنتم وفي أي يوم أنتم ،وفي أي بلد أنتم؟ فقالوا: في يوم حرام، و بلد حرام، و شهر حرام، فقال: فان دماء كم وأموالكم وأعراضكم عليكم حرام كحرمة يومكم هذا، في شهر كم هذا، وفي بلد كم هذا ، الى يوم تلقونه ، ثم قال: اسمعوا مني تعيشوا، ألا لاتظلموا، ألا لاتظلموا، ألا لاتظلموا، انه لايحل مال امرئ مسلم الا بطيب نفس منه ، ألا وان كل دم ومال ومأثرة كانت في الجاهلية تحت قدمي هذه الى يوم القيامة ، وان أول دم يوضع دم ربيعة بن الحارث بن عبدالمطلب كان مسترضعاً في بني ليث فقتلته هذيل ، ألا وان كل رباً في الجاهلية موضوع ، وان الله عزوجل قضى أن أول رباً يوضع ربا العباس بن عبدالمطلب ، لكم رؤوس أموالكم لاتظلمون ولا تظلمون ، ألا لاترجعوا بعدي كفاراً يضرب بعضكم رقاب بعض ، ألا ان الشيطان قد أيس أن يعبده المصلون ، ولكنه في التحريش بينكم ، و اتقوا الله في النساء فانهن عندكم عوان لا يملكن لأنفسهن شيئاً، وان لهن عليكم حقاً، ولكم عليهن حقاً ان لايوطئن فرشكم أحداً غيركم ، ولا يأذن في بيوتكم لأحد تكرهونه ، فان خفتم نشوزهن فعظوهن و اهجروهن في المضاجع واضربوهن ضرباً غير مبرح ، ولهن رزقهن وكسوتهن بالمعروف ، وانما أخذتموهن بأمانة الله ، واستحللتم فروجهن بكلمة الله عزوجل ، ألا ومن كانت عنده أمانة فليؤدها الى من ائتمنه عليها و قد تركت فيكم مالم تضلوا بعده ان اعتصمتم به ، كتاب الله ، وأنتم تسئلون عني فماذا أنتم قائلون؟ قالوا: نشهد أنك قد بلغت وأديت و نصحت، فقال باصبعه السبابة يرفعها الى السماء وينكبها الى الناس اللّٰهم اشهد ثلاث مرات۔ [مسلم، أبوداؤد] وبسط يديه ، وقال ألا اهل بلغت؟ ألا اهل بلغت ، ثم قال: ليبلغ الشاهد الغائب ، فانه رب مبلغ أسعد من سامع"۔ [رواه الامام أحمد عن أبي حرة الرقاشي عن عمه]

(اے لوگو! تم جانتے ہو کہ یہ کون سا مہینہ اور کون سا دن ہے؟ اور تم کس شہر میں ہو؟ لوگوں نے جواب دیا: یہ دن بڑا باحرمت، اور یہ مہینہ بڑا قابل احترام ہے، اور یہ شہر بڑے احترام والا ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کسی ایک کی جان اور مال اور عزت دوسرے کے لیے اسی طرح قیامت تک قابل حرمت واحترام والی ہیں، جس طرح آج کا یہ دن، یہ مہینہ اور یہ شہر، پھر فرمایا: سنو مجھ سے وہ باتیں سنو جن سے تم صحیح زندگی

گذار سکو گے، خبردار ظلم نہ کرنا، خبردار ظلم نہ کرنا، خبردار ظلم نہ کرنا، کسی مسلمان شخص کے مال میں سے کچھ لینا جائز نہیں، ہاں اگر وہ راضی ہو (تو کوئی حرج نہیں)، ہر ایک کی جان، ہر ایک کا مال، جو جاہلیت کے عہد میں جائز سمجھا جا رہا تھا، اب قیامت تک اس کا جائز سمجھا جانا ختم کیا جا رہا ہے، سب سے پہلے خون جو ختم کیا جاتا ہے، وہ ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب کا خون تھا، اس نے بنی لیث میں پرورش پائی تھی اور ہذیل نے اس کو قتل کر دیا تھا، جاہلیت کے تمام سود بھی باطل کر دیے گئے، یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے اور سب سے پہلا سود جو ختم کیا جاتا ہے، وہ عباس بن عبدالمطلب کا سود ہے، ہاں! سودی معاملات میں تمہارا جو راس المال ہو، وہ محفوظ ہے، اس سلسلہ میں نہ تم کسی پر ظلم کرو، نہ تمہارے اوپر ظلم کیا جائے، اور دیکھو! میرے بعد میرے حکموں کے خلاف نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو، اور دیکھو! اب شیطان بھی مایوس ہو چکا ہے کہ نماز پڑھنے والے اس کی پرستش کرنے لگیں، لیکن وہ تمہارے درمیان رخنہ اندازی کرتا رہے گا، اور دیکھو! عورتوں کے معاملہ میں خدا سے ڈرو، کیونکہ وہ تمہارے زیر اثر ہیں، وہ اپنے معاملے میں اختیار نہیں رکھتیں، لہٰذا ان کا تم پر حق ہے، اور تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ وہ تمہارے علاوہ تمہارے بستر پر کسی کو نہ آنے دیں اور نہ ایسے شخص کو تمہارے گھر آنے دیں جسے تم ناپسند کرتے ہو اور اگر تم ان کی نافرمانی (غلط رویہ) سے خطرہ محسوس کرو تو انہیں نصیحت کرو، اور ان کی خوابگاہوں کو الگ کر دو، اور ہلکے طریقہ سے مارو اور دیکھو! انہیں کھانے، کپڑے کا حق پوری طرح حاصل ہے، تم نے انھیں خدا کی امانت کے طور پر اپنی رفاقت میں لیا ہے، اور ان سے جنسی تعلق کو اللہ کے نام سے اپنے لیے جائز کیا ہے، اور دیکھو! کسی کے پاس کسی کی امانت ہو تو وہ صاحب امانت کو واپس کرے، اور دیکھو میں اپنے بعد تمہارے لیے ایک ایسی چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم نے اس کو مضبوط پکڑے رکھا تو تم گمراہ نہ ہوگے وہ کیا چیز ہے؟ وہ ہے کتاب اللہ، یعنی قرآنی دستور العمل، اور دیکھو! تم سے خدا کے ہاں میری نسبت پوچھا جائے گا، بتاؤ تم کیا جواب دو گے؟ صحابہؓ نے عرض کیا ہم کہیں گے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کا پیغام پہونچا دیا، اپنا فرض ادا کر دیا، اس جواب پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھائی اور تین مرتبہ فرمایا: ''اے خدا تو گواہ رہنا''۔ اتنا فرمانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے اور فرمایا کہ کیا میں نے پیغام پہنچا دیا کیا میں نے پیغام پہنچا دیا؟ پھر فرمایا جو حاضر ہیں وہ غیر حاضر لوگوں تک یہ بات پہونچا دیں کیونکہ بہت سے غیر حاضر سننے والوں سے زیادہ خوش بخت ہوتے ہیں)۔

یہ وہ اعلان تھا جو انسانی تاریخ میں سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کیا گیا، اور جو اسلام کے اصولوں میں سے ایک اہم اصول قرار پایا، چنانچہ اسی بنا پر آپس کے اجتماع کے موقع پر چاہے عبادت کا ہو یا عام زندگی کا، کالا، گورا اور غلام، آقا، حاکم، محکوم ایک ساتھ کاندھے سے کاندھا ملا کر کھڑے ہوتے ہیں۔

مساوات واحترام انسانی کا یہ پہلا اعلان تھا، اس سے ملتا جلتا اعلان بھی اس کے ۱۳سو سال بعد دنیا کی موجودہ متحدہ کونسل یعنی متحدہ اقوام نے اختیار کیا، اسلامی اعلان سے قبل رنگ ونسل کی بنیاد پر جو ظلم غیر مسلمان قوموں میں جاری تھا، اس کو روکنے کی یہ کوشش کی گئی، جس پر اسلامی سوسائٹی چودہ سو سال سے خاصی حد تک عمل کر رہی ہے۔

دوسرا اہم ترین اعلان آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کو ناجائز قرار دینے کا فرمایا کہ جس کو دولت مند شخصیات نے بلا محنت حاصل ہونے والی منفعت کا ذریعہ بنا رکھا تھا اور اس کے ذریعہ غریبوں کی غریبی کی مجبوری سے فائدہ اٹھانے کی خاطر دنیا میں بڑے ظلم وزیادتی کا ذریعہ بنا رکھا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا سلسلہ ختم فرمایا اور اس کی پہل اپنے محبت کرنے والے چچا حضرت عباسؓ کے سودی منافع کو یک لخت بند کرنے سے کی۔

تیسرا اعلان یہ کیا کہ انسانوں کے رنگ ونسل کے فرق کی بنا پر جو ظلم اور تفریق چل رہی تھی اس کو ختم کیا اور اس سلسلہ میں خود اپنے خاندان قریش کو عربوں میں قبائلی سطح پر جو برتری حاصل تھی، اس کی بھی پرواہ نہیں کی اور مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ آپس میں بھائیوں کی طرح زندگی گزاریں اور آپس میں ہمدردی اور تعاون کا ربط رکھیں، کوئی کسی کی جان کو پامال اور بے آبرو نہ کرے، اس کو اسی طرح ممنوع فرمایا جس طرح حج کے موقع پر متعدد چیزیں ممنوع کی گئیں کہ اس کی حیثیت بھی عبادت جیسی ہے کہ جس میں کوتاہی کرنے سے خدا کی طرف سے سزا ملتی ہے، اس طریقہ سے اسلام کے دائمی دستور میں انسانی مساوات اور عقیدہ ودین میں، بنیادی حقوق میں بھی ایک دوسرے کے حق کو تسلیم کرنے اور ادا کرنے کا ذمہ دار بنایا، اور اسکے لیے کعبہ کے

ارد گرد جمع ہو کر رنگ ونسل وزبان کے فرق کو نظر انداز کرتے ہوئے آپسی مساوات ووحدت کا اظہار کر کے اسی طریقہ کو زندہ اور پائدار کیا جس کی آواز ان کے جد اعلیٰ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے رب کے حکم سے لگائی تھی: ﴿وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا﴾ اور یہ اعلان فرمایا کہ عرب ہو یا غیر عرب، سفید فام ہو یا سرخ فام، یا سیاہ فام، سب برابر ہیں، اگر کسی کو برتری حاصل ہے تو اس کی نیک صفات کی بنا پر ہی ہوگی۔

منیٰ وعرفات میں پوری انسانیت کے نام پیغام

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پروردگار عالم اور اللہ رب العالمین کی طرف سے پوری انسانیت کو صلاح وفلاح کے راستے پر لانے کے لیے نبی بنائے گئے، جن وانس کا جو بھی فرد جس جگہ اور جہاں کہیں تا قیامت ہوگا، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی رہنمائی کا محتاج ہے، اس کے لیے کامیابی اور سرخروئی کا راستہ وسامان اسی میں ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر زندگی بسر کرے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے تین ماہ پہلے عرفات کے میدان میں اور منیٰ کے قیام میں پوری انسانیت کو جینے کا طریقہ سکھلایا، ایسا طریقہ جس میں کوئی انسان دوسرے انسان کے لیے کا نشانہ بنے، خون خرابے سے دور رہا جائے، بالادستی اسلامی تعلیمات کی رہے، عرفات کے خطبہ کے متعلق مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ لکھتے ہیں:

''اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی بنیادوں کو واضح کیا، اور شرک وجہالت کی بنیادیں منہدم کر دیں، اس میں ان تمام حرام چیزوں کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحریم فرمائی جن کے حرام ہونے پر تمام مذاہب واقوام متفق ہیں، اور وہ ہیں ناحق خون کرنا، مال غصب کرنا، اور آبرو ریزی کرنا، جاہلیت کی تمام باتوں اور مروجہ کاموں کو اپنے قدموں کے نیچے پامال کر دیا، جاہلیت کا سود کل کا کل آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ختم فرما دیا اور اس کو بالکل باطل قرار دیا، عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کی تلقین کی اور ان کے جو حقوق ہیں نیز ان کے ذمہ جو حقوق ہیں ان کی توضیح کی، اور یہ بتایا کہ دستور کے مطابق خوراک اور لباس، نان نفقہ کا حق ہے، امت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب اللہ کے ساتھ مضبوطی سے وابستہ رہنے کی وصیت کی اور ارشاد فرمایا کہ جب تک وہ اس کے ساتھ اپنے کو اچھی طرح وابستہ رکھیں گے، گمراہ نہ ہوں گے۔

منیٰ کے خطبہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم النحر کی حرمت سے آگاہ کیا، اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس دن کی جو فضیلت ہے اس کو بیان کیا، دوسرے تمام شہروں پر مکہ کی افضلیت وبرتری کا ذکر کیا، اور جو کتاب اللہ کی روشنی میں ان کی قیادت کرے، اس کی اطاعت وفرمانبرداری ان پر واجب قرار دی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی تلقین فرمائی کہ دیکھو! میرے بعد کافروں کی طرح نہ ہو جانا جو ایک دوسرے کی گردن مارتے رہتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی حکم دیا کہ سب باتیں دوسروں تک پہنچادی جائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا: اپنے رب کی عبادت کرو، پانچ وقت کی نماز پڑھو، ایک مہینہ (رمضان) کا روزہ رکھو اور اپنے اُولی الامر کی اطاعت کرو، اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے سامنے الوداعیہ کلمات بھی کہے اور اسی وجہ سے اس حج کا نام حجۃ الوداع پڑا''۔

[نبی رحمت/ ۵۲۷-۵۲۸]

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان انسانیت نواز باتوں کے ساتھ ساتھ یہ بھی سکھایا کہ سب انسان خدائے واحد کے بندے ہیں اور خدا ان سب کا رب اور پالنہار ہے، اس کو راضی کر کے ہی زندگی کا چین وسکون ملتا ہے، اس لیے اسکے بندوں کے لیے ضروری ہے کہ اپنی ضرورت اور تکلیف میں اسی کو پکاریں، اور صرف اسی سے التجا کریں، اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر موقع پر دعا کرنے کا طریقہ بھی سکھایا۔

مولانا سید سلیمان ندویؒ کعبہ کی مرکزیت اور وہاں عمل میں آنے والی عالمی انسانی وحدت اور اس کے لامحدود وپیغام امن وسلامتی پر روشنی ڈالتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''خانہ کعبہ اس دنیا میں عرش الٰہی کا سایہ اور اس کی رحمتوں اور برکتوں کا نقطۂ قدم ہے، یہ وہ آئینہ ہے، جس میں اس کی رحمت وغفاری کی صفتیں اپنا عکس ڈال کر تمام کرۂ ارض کو اپنی شعاعوں سے منور کرتی ہیں، یہ وہ منبع ہے جہاں سے حق پرستی کا چشمہ ابلا، اور اسی نے تمام دنیا کو سیراب کیا، یہ روحانی علم ومعرفت کا وہ مطلع ہے جن کی کرنوں نے زمین کے ذرہ ذرہ کو درخشاں کیا، اور یہ وہ جغرافی شیرازہ ہے جس میں ملت کے وہ تمام افراد بندھے ہوئے ہیں جو مختلف ملکوں اور اقلیموں میں بستے ہیں، مختلف زبانیں بولتے

ہیں، مختلف لباس پہنتے ہیں، مختلف تمدنوں میں زندگی بسر کرتے ہیں، مگر وہ سب کے سب باوجود ان فطری اختلافات اور طبعی امتیازات کے ایک ہی خانہ کعبہ کے گرد چکر لگاتے ہیں، اور ایک ہی قبلہ کو اپنا مرکز سمجھتے ہیں، اور ایک ہی مقام کو ام القریٰ مان کر وطنیت، قومیت، تمدن ومعاشرت، رنگ وروپ اور دوسرے تمام امتیازات کو مٹا کر ایک ہی وطن، ایک ہی قومیت (آل ابراہیم) ایک ہی تمدن ومعاشرت (ملت ابراہیمی) اور ایک ہی زبان (عربی) میں متحد ہوجاتے ہیں، اور یہ وہ برادری ہے جس میں دنیا کی تمام قومیں اور مختلف ملکوں کے بسنے والے جو وطنیت اور قومیت کے لفظوں میں گرفتار ہیں، ایک لمحہ اور ایک آن میں داخل ہوتے ہیں، جس سے انسانوں کی بنائی ہوئی تمام زنجیریں اور قیدیں اور بیڑیاں کٹ جاتی ہیں۔ اور تھوڑے دن کے لیے عرصۂ حج میں تمام قومیں ایک ملک میں، ایک لباس احرام میں، ایک موضع میں دوش بدوش ایک قوم بلکہ ایک خانوادہ کی برادری بن کر کھڑی ہوتی ہیں، اور ایک ہی بولی میں خدا سے باتیں کرتی ہیں، یہی وحدت کا وہ رنگ ہے جو ان تمام مادی امتیازات کو مٹادیتا ہے جو انسانوں میں جنگ وجدال اور فتنہ وفساد کے اسباب ہیں، اس لیے یہ حرم ربانی نہ صرف اسی معنی میں امن کا گھر ہے کہ یہاں ہر قسم کی خونریزی اور ظلم وستم ناروا ہے، بلکہ اس لحاظ سے بھی امن کا گھر ہے کہ تمام دنیا کی قوموں کی ایک برادری قائم کرکے ان کے تمام ظاہری امتیازات کو جو دنیا کی بدامنی کا سبب ہیں، مٹادیتا ہے۔

لوگ آج یہ خواب دیکھتے ہیں کہ قومیت ووطنیت کی تنگنائیوں سے نکل کر وہ انسانی برادری کے وسعت آباد میں داخل ہوں مگر ملت ابراہیمی کی ابتدائی دعوت اور ملت محمدی کی تجدیدی پکار نے سینکڑوں، ہزاروں برس پہلے اس خواب کو دیکھا اور دنیا کے سامنے اس کی تعبیر پیش کی، لوگ آج تمام دنیا کے لیے ایک واحد زبان (اسپرنٹو) کی ایجاد وکوشش میں مصروف ہیں مگر خانہ کعبہ کی مرکزیت کے فیصلہ نے آل ابراہیم کے لیے مدت دراز سے اس مشکل کو حل کردیا ہے"۔ [سیرت النبی:۵/۲۸۱-۲۸۳]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس حج میں جو دعائیں کیں وہ بہت مؤثر اور دل کی گہرائیوں سے نکلیں، وہ ایک طرف ادب وبلاغت کا شاہکار ہیں، دوسری طرف ان سے ان کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان تعلق کی کیفیت پوری طرح دوسروں پر عیاں ہوجاتی ہے، وہ باوجود اپنے پروردگار کے منتخب ومحبوب بندہ اور اس کے عظیم المرتبت پیغامبر ہونے کے اپنے کو کس قدر حقیر اور ناتواں، بیکس اور محتاج سمجھتے ہیں اور مشکل کشا وحاجت روا صرف اللہ تعالیٰ کو ہی جان کر اس پر کیسا یقین کامل وغیر متزلزل اعتماد رکھتے ہیں۔

خاص طور پر وقوف عرفہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دعائیں فرمائیں، وہ بڑی اثر انگیز ہیں، وہ جمعہ کا دن تھا، اول وقت نماز جمعہ ادا کی اور اس سے عصر کی نماز بھی ملائی، اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات میں ظہر وعصر کی نمازیں ملا کر پڑھنا سنت فرمایا، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کئی گھنٹے مسلسل مصروف بہ دعا رہے، یہ سلسلہ غروب آفتاب یعنی مغرب تک دعاء ومناجات، تضرع وابتہال اور عاجزی وبے بسی، درماندگی وبے چارگی کے اظہار میں منہمک رہے، ہاتھ اٹھائے اپنے رب، رب العالمین سے اس طرح مانگ رہے تھے جیسے بھکاری مانگتا ہے، صلی اللہ علیہ وسلم۔

☆☆☆☆☆

قربانی کی حقیقت

بدقسمتی سے آج "قربانی" کو صرف بکرے اور دنبے کی قربانی کے ہم معنی سمجھ لیا گیا ہے، گویا چند روپے خرچ کرکے ہم قربانی دینے والوں کی صف میں شامل ہوجاتے ہیں، اس کے بعد پھر ہمیں کسی "قربانی" کی ضرورت باقی نہیں رہتی، یہ "قربانی" بھی بہت ضروری اور قابل صد احترام ہے، لیکن "قربانی" کی حقیقت یہ ہے کہ پہلے آدمی اپنے ارادہ، اپنی خواہش، اپنی عادت اور اپنے مزاج کے گلے پر چھری پھیرے، اپنے دل کے کہنے پر نہیں، خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے پر چلنے کا فیصلہ کرے، اور اس قسم کے ہر موڑ پر خدا کے ڈر اور آخرت میں جواب دہی کے خیال سے برائی سے اپنا ہاتھ روک لے اور دل پر پتھر رکھ کر اس سے باز رہے۔

مولانا سید محمد الحسنیؒ

ملت حنیفی

عیدالاضحیٰ اور ابراہیم خلیل اللہ

مولانا ابوالکلام آزادؒ

﴿فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ، وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَا إِبْرَاهِيمُ، قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ، إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْبَلَاءُ الْمُبِينُ، وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ، وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ، سَلَامٌ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ﴾. [الصّٰفّٰت/۱۰۳-۱۰۹] (پھر جب ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ دونوں اللہ کے آگے جھک گئے اور ابراہیمؑ نے اسماعیلؑ کو ذبح کرنے کے لیے ماتھے کے بل گرادیا تو ہم نے پکارا کہ اے ابراہیم! بس کرو تم نے اپنے خواب کو سچا کر دکھایا، ہم ایسا ہی نیک بندوں کو ان کے ایثار نفس اور فدویت نفس وجان کا بدلہ دیا کرتے ہیں، بے شک یہ ایک نہایت کھلی ہوئی ظاہری آزمائش تھی، اور ذبح اسماعیل کے فدیہ میں ہم نے ایک بہت بڑی قربانی (یعنی سنت ابراہیمی کی یادگار میں تا قیامت جاری رہنے والی قربانی) دے دی اور تمام آنے والی امتوں میں اس واقعہ عظیمہ کے ذکر کو قائم کردیا، پس سلام ہو راہ الٰہی میں اپنی قربانی کرنے والے ابراہیم خلیل پر)۔

آج سے ہزاروں برس پیشتر دنیا کے ایک گوشے میں کیا عجیب وغریب انقلاب ہورہا تھا، ایک ہولناک اور وحشت انگیز بیابان ریگ زار تھا جس کی مہلک ریگ اور خشک سرزمین میں ہر طرف موت وہلاکت پھیلی ہوئی تھی، ایک یکسر "وادیٔ غیر زرع" تھی، یعنی ایسی سرزمین جہاں زراعت وفلاحت کا نام ونشان نہیں، حضرت ابراہیمؑ نے اپنی دعا میں فرمایا تھا کہ: ﴿رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ﴾ یعنی الٰہی! میں نے اس بیابان مکہ میں اپنی اولاد لاکر بسائی ہے جہاں زراعت کا نام ونشان نہیں۔ پس "غیر ذی زرع" اس آیت سے ماخوذ اور اسی کی طرف اشارہ ہے، جس کی سطح بے نمو پر زندگی کی سبزی وشگفتگی کا نام ونشان تک نہ تھا، لیکن اب رب السمٰوات والارض کے دو مخلص بندے تھے، جنہوں نے انسانی زندگی کے لیے، اس بیابان وحشت کے لیے، فلاحت وزراعت کے لیے اسی سرزمین خشک سال کو اور خدائے واحد کی پرستش وعبادت کے لیے اس صحرائی قربان گاہ کو منتخب کیا، ان کے دونوں طرف صحرائے وحشت تھا، مگر ان کے اوپر وہ خدائے حکیم وقدیر تھا جو آبادیوں کا بخشنے والا اور زمینوں کی وراثت تقسیم کرنے والا ہے، ان کے ہاتھ میں پتھروں کے ٹکڑے تھے، جن کو ایک دیوار کی صورت میں جمع کرتے جاتے تھے اور زبان پر دعائیں تھیں، جو ادھر زبانوں سے نکل رہی تھیں اور ادھر قوموں اور ملکوں کی قسمتوں کا فیصلہ ہورہا تھا:

﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ، رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُسْلِمَةً لَكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ، رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾.

(الٰہی! ہمارے ہاتھ تیری پرستش اور تیرے جلال وقدوسیت کے نام پر جو کچھ کررہے ہیں اس کو قبول

آج ذی الحجہ کی نویں تاریخ ہے، جب کہ یہ سطور قلم سے نکل رہی ہیں، چشم تصور سے دیکھیے تو آپ کے سامنے بندگان مخلصین کا ایک شہر آباد ہے، لاکھوں انسان ایک ہی لباس اور ایک ہی صدا کے ساتھ ایک ہی کے لیے دوڑ رہے ہیں، بے شک "ابراہیم خلیل اللہ" کا وجود تنہا دنیا میں باقی نہیں رہا، لیکن ان لاکھوں عاشقان الٰہی میں سے ہر عاشق، اس عاشق اول کے فیضان عشق سے مستفیض نہیں ہے؟ اگر ہے تو یقین کیجیے کہ "خلیل اللہ" آج بھی زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا، جب کہ میدان "حج" میں لاکھوں انسانوں کی زبانوں سے صدائے "لبیک، لبیک اللّٰہم لبیک" نکلتی ہے تو اس ایک ہی ابراہیم خلیل اللہ کی صدا ہوتی ہے، جس نے اب سے پانچ ہزار برس پیشتر اپنے دوست کی صدائے "یاعبدی" کے جواب میں عاشقانہ محویت کے ساتھ "لبیک" کا نعرہ لگایا تھا، وہ ایک ہی وجود کے اندر کب تھا جو فنا ہوجاتا؟ وہ تو اپنے اندر ایک پوری طاقت رکھتا تھا، اس لیے آج بھی وہ اپنی امت کی صورت میں موجود ہے اور قیامت تک موجود رہے گا۔

کرلے، بے شک تو ہی دعاؤں کا سننے اور (صالح عالم کا) جاننے والا ہے، الٰہی! ہم کو اپنا مسلم اور اطاعت شعار بنا، اور پھر ہماری نسل میں سے بھی ایک ایسی امت پیدا کر جو ہماری طرح مسلم ومومن ہو، الٰہی! ہم کو اپنی عبادت وبندگی کے مقبول طریقے بتادے اور ہمارے قصوروں سے درگذر کر کہ تو ہی بڑا درگذر کرنے والا اور تو ہی اپنے عاجز بندوں پر مہربان ہے، الٰہی! ہماری اس دعا کو بھی ان گھڑیوں میں قبول کرلے کہ جو قوم ہماری نسل سے پیدا ہو، ان میں اپنا ایک ایسا برگزیدہ رسول بھیجو جو ان کو تیری آیتیں پڑھ کر سنائے، علم وحکمت کی تعلیم دے اور ان کے نفوس وقلوب کی اصلاح کرے، الٰہی! ان تمام باتوں کا تجھی کو اختیار ہے اور تیری ہی تدبیر اور تیری ہی حکمت اصل حکمت ہے)۔

اللہ اکبر! وہ کیا وقت تھا، جب کہ صدیوں اور ہزاروں برسوں کا فیصلہ چند لمحوں اور منٹوں کے اندر ہوگیا: "اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد"۔

یہ دعائیں ان زبانوں سے نکل رہی تھیں جن میں سے ایک راہ الٰہی میں اپنے جذبات اور ارادے کی قربانی کرچکا تھا، اور دوسرا اپنے جان ونفس کی، دونوں نے اپنی محبوب ترین متاعوں کو راہ الٰہی میں لٹا دیا تھا، ایک نے اپنے فرزند عزیز کو اور دوسرے نے اپنے جان عزیز کو، دونوں مجاہد فی سبیل اللہ تھے، اور اس لیے دونوں مسلم تھے، خدا نے ان دونوں کی دعاؤں کو قبول کیا، اور اس طرح قبول کیا کہ دنیا کے ۵ہزار برس کے حوادث وانقلابات بھی ان کی مقبولیت کی صداقت کو دھبہ نہ لگا سکے، وہ چند پتھروں سے چنی ہوئی چاردیواری، جس کے چاروں طرف انسانی ہستی کی کوئی علامت نہ تھی، کروڑوں انسانوں کی پرستش گاہ اور قبلۂ وجودینی اور خدا کے جلال وقدوسیت نے تمام عالم میں صرف ان کی چھت کو اپنا نشیمن بنایا، داؤدؑ اور سلیمانؑ کا وہ عظیم الشان ہیکل، جس کو ہزاروں انسانوں کی سالہا سال کی محنت ومشقت نے لمبے لمبے ستونوں اور گنبدوں کا شہر بنادیا تھا، چند صدیوں تک بھی زندہ نہ رہ سکا، اور وحشی حملہ آوروں نے بارہا اس کی عظیم الہیبت دیواروں کو غبار بنا کر اڑا دیا، لیکن چند پتھروں سے چنی ہوئی اس چاردیواری کے گرد، دعائے ابراہیمی نے ایک ایسا آہنی حصار کھینچ دیا تھا کہ ۵ہزار برس کے اندر انقلابات ارضیہ وسماویہ نے سمندروں کو جنگل اور انسانی آبادیوں کو سمندروں کے طوفانوں کی صورت میں بدل دیا، لیکن آج تک اس کی بنیادوں کو کوئی حادثہ اور کوئی مادی قوت صدمہ نہ پہنچا سکی، یہاں تک کہ تاریخ عالم میں وہی ایک سرزمین ہے، جس کی نسبت تاریخ دعویٰ کرسکتی ہے کہ اس کی مقدس اور محترم خاک آج تک غیر قوموں کے گھوڑوں کی ٹاپوں سے محفوظ ومصئون ہے:

﴿أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا آمِنًا وَيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ أَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُونَ وَبِنِعْمَةِ اللَّهِ يَكْفُرُونَ﴾. (کیا ہماری اس قدرت کی نشانی کو لوگ نہیں دیکھتے کہ ہم نے حرم مکہ کو (جو ایک غیر معمولی معروف وبے رونق خطہ تھا) امن اور حفاظت کا گھر بنا دیا اور ایک عالم نے اس کے گرد ہجوم کیا، پھر کیا لوگ باطل پر ایمان لاتے اور اللہ کی نعمتوں کو جھٹلاتے ہیں)۔

اور اگر کسی قوم نے اس کی عزت واحترام کو مٹانا چاہا تو خدائے قدوس کے دست کبریائی نے خود اس قوم کو صفحہ ہستی سے مٹادیا:

﴿أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ أَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيلٍ وَأَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَابِيلَ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَأْكُولٍ﴾ (اے پیغمبر! کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے پروردگار نے اس لشکر کے ساتھ کیا سلوک کیا جو ہاتھیوں کا ایک غول لے کر مکہ پر حملہ آور ہوا تھا؟ کیا خدا نے ان کے تمام داؤ غلط نہیں کردیے؟ اور ان پر عذاب کی نحوستوں کے غول نازل نہیں کیے جنہوں نے ان کو سخت بربادی میں مبتلا کردیا، جو ان کے لیے لکھ دی گئی تھی، یہاں تک کہ وہ پامال شدہ گھاس کی طرح تباہ ہوگئے)۔

اصل یہ ہے کہ قرآن کریم اسلام کی جس حقیقت کو دنیا کے آگے پیش کرنا چاہتا تھا، اس کے لحاظ سے اگر کوئی زندگی "اسوۂ حسنہ" ہوسکتی تھی تو وہ صرف حضرت ابراہیمؑ کی زندگی تھی۔ اسلام ایک صداقت ہے اور اس لیے دنیا میں اس وقت سے موجود ہے جس وقت سے کہا جاسکتا ہے کہ دنیا میں صداقت ہے، لیکن اس صداقت مبین کو ایک شریعت الٰہیہ کی صورت میں سب سے پہلے حضرت ابراہیمؑ ہی نے پیش کیا تھا اور یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے ہر جگہ ان کو ملت حنیفی کے اولین واعظ کی حیثیت سے پیش کیا ہے۔

یہ اسی دعا کے پہلے ٹکڑے کی قبولیت تھی، باقی دوالتجاؤں کو جس طرح خدا تعالیٰ نے قبولیت بخشی، اس کی صداقت بھی اس بیت خلیل سے کم نہیں:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَ

يُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ﴾. (بے شک اللہ نے مسلمانوں پر بڑا احسان کیا کہ (دعائے ابراہیمی کو قبول فرماکر) انہی میں سے ان کی طرف اپنا رسول بھیجا جو ان کو احکام پڑھ کر سناتا ہے، ان کے نفوس کا تزکیہ کرتا ہے اور ان کو علم وحکمت کی تعلیم دیتا ہے، حالانکہ اس سے پہلے وہ سخت جہل وگمراہی میں تھے)۔

"اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ واللہ اکبر، اللہ اکبر وللہ الحمد"۔

قرآن کریم میں ایک بڑا حصہ انبیائے سابقین کے قصص واعمال کا ہے، اس کا عام انداز بیان یہ ہے کہ وہ پہلے ایک خاص تعلیم پیش کرتا ہے اور اعمال انبیاء سابقہ کے حالات وواقعات سے ایک خطابی استدلال کرتا ہے تاکہ امت مرحومہ کے سامنے تعلیم اور اس کے عملی نمونے اور نتائج دونوں موجود جائیں۔

لیکن تمام قرآن میں اگر مسلمانوں کے سامنے کوئی کامل زندگی اور کسی زندگی کے ازسرتاپا اعمال بطور نمونہ پیش کیے گئے ہیں اور ان کی اتباع کی دعوت دی گئی ہے، تو وہ صرف دو نمونے ہیں۔

خود شریعت اسلامیہ کے داعی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی نسبت [سورۂ احزاب] میں فرمایا کہ: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا﴾۔ (بے شک رسول اللہ کی زندگی میں تمہارے لیے (کہ اللہ اور یوم آخرت سے ڈرتے ہو اور کثرت کے ساتھ اس کا ذکر کرنے والے ہو) پیروی واتباع کے واسطے ایک نمونہ ہے)۔

اور پھر [سورہ ممتحنہ] میں ملت حنفی کے داعی اول حضرت ابراہیم خلیل علی نبینا وعلیہ السلام کی نسبت ارشاد ہوا:

﴿قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ﴾. (بے شک تمہارے لیے ایک بہترین نمونۂ عمل حضرت ابراہیمؑ اور ان کے ساتھیوں کے اعمال زندگی میں ہے)۔

پھر اسی رکوع میں حضرت ابراہیمؑ اور ان کے ساتھیوں کی تعلیم کی تشریح کرکے مکرر کہا:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَمَنْ يَتَوَلَّ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ﴾. (بے شک تمہارے لیے رسول اللہ کی زندگی میں ایک بہترین نمونہ عمل ہے، یہ لوگ اللہ اور یوم آخرت سے ڈرتے ہیں (یا اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں) اور جو شخص اس کی طرف سے منہ موڑے تو اللہ تعالیٰ انسانوں کے اعمال کا محتاج نہیں ہے)۔

میں نے ہمیشہ اس امر پر غور کیا ہے کہ:

۱-تمام قرآن کریم میں بیسیوں انبیائے سابقین کے حالات بیان کیے گئے ہیں لیکن کسی کی تمام تر زندگی کو بطور ایک نمونہ کے مسلمانوں کے سامنے پیش نہیں کیا ہے الا حضرت ابراہیمؑ کی۔

۲-تمام قرآن میں "اسوۂ حسنہ" کا لفظ صرف تین مقامات میں آیا ہے، اول سورۂ احزاب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اور پھر سورۂ ممتحنہ میں دومرتبہ حضرت ابراہیمؑ کی نسبت، اس کی علت کیا ہے؟

۳-سورۂ احزاب اور سورۂ ممتحنہ دونوں سورتیں زیادہ تر احکام جہاد وقتال فی سبیل اللہ اور بعض مقامات کے نتائج دور ابتلاء وآزمائش وعجائبات نصرت الٰہیہ کے بیان سے مملو ہیں، پھر یہ دونوں آیتیں جن رکوعوں میں آئی ہیں وہ بھی تمام تر ذکر جہاد پر مبنی ہیں، ضرور ہے کہ اس میں بھی کوئی بھی علت ہو۔

۴-دونوں مقامات میں پوری مماثلت حتی کہ اشتراک جزئیات بیان بھی موجود ہے، سورۂ احزاب میں اس آیت کا وہ موقع ہے جہاں جنگ احزاب یا جنگ خندق کے واقعات کا تذکرہ کیا ہے اور زیادہ تر ان منافقین اور ضعیف القلب اشخاص کا حال بیان کیا ہے جو اپنی تین ہزار کی جمعیت کے مقابلہ میں حملہ آور کی بارہ ہزار مسلح اور متحدہ قوت دیکھ کر گھبرا اٹھے تھے، پھر اس نصرت الٰہی کا حوالہ دیا ہے، جس نے محصورین کو کامیاب کیا اور تمام حملہ آور ناکام وخاسر واپس ہوگئے: ﴿هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوا زِلْزَالًا شَدِيدًا﴾.

بعینہ یہی حال سورۂ ممتحنہ کے پہلے رکوع کا ہے، فتح مکہ سے پیشتر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چڑھائی کا ارادہ کیا تو حاطب بن ابی بلتعہ نامی ایک صحابی تھے، جن کے اہل وعیال مکہ میں موجود تھے، انہوں نے پوشیدہ طور پر ان کو اطلاع دی کہ تحفظ کا انتظام کررکھیں، وحی الٰہی سے یہ حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر منکشف ہوگیا، اور آدمی دوڑا کر وہ خط راہ سے واپس منگایا، اس پر یہ سورہ نازل ہوئی:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءَكُمْ مِنَ الْحَقِّ﴾. (مسلمانو! ان کافروں اور دشمنان توحید کو اپنا دوست نہ بناؤ، جو

ہمارے اور تمہارے دونوں کے دشمن ہیں (یہ کیسی بات ہے کہ) تم ان سے نامہ و پیام جاری رکھتے ہو؟ حالانکہ تمہارے پاس جو صدق وصداقت اللہ کی طرف سے آئی، وہ اس سے انکار کر چکے ہیں)۔

حضرت ابراہیمؑ اور ان کے ساتھیوں کے ''اسوۂ حسنہ'' کی طرف اسی رکوع میں توجہ دلائی گئی ہے، پھر آیات متعلق حرب وقتال وتشویق جہاد فی سبیل اللہ میں اس ''اسوہ حسنہ'' پر توجہ دلانے کی کیا ضرورت تھی؟

اصل یہ ہے کہ قرآن کریم اسلام کی جس حقیقت کو دنیا کے آگے پیش کرنا چاہتا تھا، اس کے لحاظ سے اگر کوئی زندگی ''اسوۂ حسنہ'' ہوسکتی تھی تو وہ صرف حضرت ابراہیمؑ کی زندگی تھی، اسلام ایک صداقت ہے اور اس لیے دنیا میں اس وقت سے موجود ہے جس وقت سے کہا جاسکتا ہے کہ دنیا میں صداقت ہے، لیکن اس صداقت مبین کو ایک شریعت الٰہیہ کی صورت میں سب سے پہلے حضرت ابراہیمؑ ہی نے پیش کیا تھا اور یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے ہر جگہ ان کو ملت حنفی کے اولین واعظ کی حیثیت سے پیش کیا ہے اور ان کی سب سے بڑی خصوصیت یہ بتلائی ہے کہ:

﴿اِذْ قَالَ لَہٗ رَبُّہٗٓ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾ (جب حضرت ابراہیمؑ سے ان کے پروردگار نے کہا کہ (سچے فرمانبردار) ہوجاؤ تو انہوں نے کہا کہ میں اسلام لایا تمام جہانوں کے پروردگار کے لیے)۔

چوں کہ حضرت ابراہیمؑ اسلام کے پہلے داعی تھے، اس لیے ان کا وجود یکسر پیکر اسلام تھا اور اپنے عمل حیات کے اندر اسلام کی حقیقت کا ایک عملی نمونہ رکھتے تھے، وہ اسلام کے واعظ تھے اور واعظ کے لیے اولین شے یہ تھی کہ تعلیم کے ساتھ خود اپنی زندگی کا عملی نمونہ بھی پیش کردے اور جن حقیقتوں کی طرف دنیا کو دعوت دیتا ہے ان کو سب سے پہلے اپنے اوپر طاری کردے۔ حضرت ابراہیمؑ نے ان حقائق کو اپنے اوپر طاری کیا، اس لیے کہ ان کا ہر عمل صدائے اسلام تھا اور وہی پیروان اسلام کے لیے عملی نمونہ یا ''اسوۂ حسنہ'' ہوسکتا تھا اور یہی سبب ہے کہ خدائے تعالیٰ نے ان کی زندگی کے تمام اعمال ہمیشہ کے لئے محفوظ کردیے اور ان کے ذکر کو بقائے دوام عطا فرمایا۔

دنیا کے بڑے بڑے کشورستانوں، عظیم الشان ذاتوں اور خشکیوں اور سمندروں پر حکمرانی کرنے والی قوموں کو ہم آثار قدیمہ کے کھنڈروں، بوسیدہ قبروں، قومی روایتوں اور تاریخ کے کہنہ اوراق میں ضرور دیکھ سکتے ہیں، مگر تمام مجمع اولین وآخرین میں ایک انسانی ہستی بھی ایسی نہیں مل سکتی جس کے اعمال حیات صفحوں اور مٹی کے ڈھیروں میں نہیں، بلکہ کروڑوں انسانوں کے اعمال کے اندر سے اپنی حیات کا ثبوت دے سکتے ہوں۔ ذی الحجہ کی نویں تاریخ کو دنیا کے سامنے ''اسوۂ ابراہیمی'' کی لازوال زندگی کا یہ عجیب منظر ہوتا ہے، جب کہ تاریخ کئی ہزار برس آگے بڑھ کر لوٹتی ہے تاکہ اسلام کے داعی اول کی زندگی کو ایک بار پھر دہرا دے، لاکھوں انسانوں کا مجمع ہوتا ہے جس میں ہر وجود پیکر ابراہیمؑ بن جاتا ہے اور ''مقام خلت'' کی سلطنت، تعین اور تشخص کو فنا کرکے اس پورے مجمع کو ایک ''ابراہیم خلیل اللہ'' کی صورت میں نمایاں کردیتی ہے:

﴿وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا﴾ (اور ہم نے حضرت ابراہیمؑ اور ان کی اولاد کو اپنی رحمت میں سے بڑا حصہ دیا اور ان کے لئے اعلیٰ واشرف (طریق) ذکر خیر دنیا میں باقی رکھا)۔

آج ذی الحجہ کی نویں تاریخ ہے، جب کہ یہ سطور قلم سے نکل رہی ہیں، چشم تصور سے دیکھئے تو آپ کے سامنے بندگان مخلصین کا ایک شہر آباد ہے، لاکھوں انسان ایک ہی لباس اور ایک ہی صدا کے ساتھ ایک ہی کے لیے دوڑ رہے ہیں، بے شک ''ابراہیم خلیل اللہ'' کا وجود تنہا دنیا میں باقی نہیں رہا، لیکن ان لاکھوں عاشقان الٰہی میں سے ہر عاشق، اس عاشق اول کے فیضان عشق سے مستفیض نہیں ہے، اگر ہے تو یقین کیجئے کہ ''خلیل اللہ'' آج بھی زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا، جب کہ میدان ''حج'' میں لاکھوں انسانوں کی زبانوں سے صدائے ''لبیک، لبیك اللّٰهم لبيك'' نکلتی ہے تو اس ایک ہی ابراہیم خلیل اللہ کی صدا ہوتی ہے، جس نے اب سے پانچ ہزار برس پیشتر اپنے دوست کی صدائے ''یا عبدی'' کے جواب میں عاشقانہ محویت کے ساتھ ''لبیک'' کا نعرہ لگایا تھا، وہ ایک ہی وجود کے اندر کب تھا جو فنا ہوجاتا؟ وہ تو اپنے اندر ایک پوری طاقت رکھتا تھا، اس لیے آج بھی وہ اپنی امت کی صورت میں موجود ہے اور قیامت تک موجود رہے گا۔

﴿اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا وَّلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾ (بے شک ابراہیم (گویا) ایک پوری اطاعت شعار امت تھا، اور ایک ہی خدا کا ہو رہا تھا)۔

لیس علی اللّٰہ بمستنکر
ان یجمع العالم فی واحد

☆☆☆☆☆

شعائر اسلام

اللہ اللہ! عرفات کا یہ لق ودق ویرانہ

مولانا عبد الماجد دریابادیؒ

حج کسی مفرد عمل کا نام نہیں، بلکہ ایک طویل و مسلسل مجموعہ اعمال کا نام ہے، جن میں کچھ فرائض ہیں کچھ واجب، کچھ سنن ہیں اور کچھ مستحبات۔ اس مجموعہ کا سب سے اہم جز یہی ۹/ ذی الحجہ کو عرفات کی حاضری ہے، جسے اصطلاح میں وقوف عرفات کہتے ہیں۔ آج کی تاریخ دنیا کی تاریخ میں وہ اہم تاریخ ہے اور عرفات کا میدان روئے زمین پر وہ اہم مقام ہے کہ دین خداوندی کے جامع و مکمل ہونے اور اسلام کے آخری اور کامل پیام ہدایت ہونے کے اعلان کے لیے اسی سرزمین اور اسی تاریخ کا انتخاب فرمایا گیا اور آج یہیں سے ہمیشہ کے لیے اور ہر قوم کے لیے اس فرمان کی منادی کی گئی تھی کہ: ﴿وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا......﴾.

ایک صحابی طارق بن ثابتؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک یہودی نے سیدنا عمر فاروقؓ سے کہا کہ ہمارے اوپر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ہوتی تو ہم اس کے یوم نزول کو روز عید قرار دے لیتے، آپؓ نے فرمایا کہ مجھے یاد ہے کہ یہ آیت کب نازل ہوئی تھی، وہ رات جمعہ کی رات تھی اور وہ دن عرفہ کا دن تھا اور ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ عرفات میں حاضر تھے۔ [سنن نسائی] یہ کہہ کر گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ دن تو ہماری سب سے بڑی عید کا تو تھا ہی، کسی اور جشن کے مقرر کرنے کی کیا حاجت؟

آج کی رحمتیں بے حساب ہیں اور آج وہ دن ہے کہ شیطان آج سے زیادہ حقیر و ذلیل اور مایوس کبھی نہیں ہوتا، آج کی رحمتوں کی نہ کوئی حد ہے نہ حساب، نہ کوئی اندازہ ہے نہ کوئی پیمانہ، بڑے سے بڑے مجرم آج رہا کردیے جاتے ہیں، سب کو عفو عام کی بشارت کی اجازت ہوتی ہے، وہ جو ہمہ رحمت ومرحمت اور ہمہ شفقت ومغفرت ہے، اس کی تجلیات رحمت امت کے بڑے سے بڑے تباہ کار کو بھی آغوش رحمت میں لے لیتی ہے اور اسی کو وہ مولیٰ اپنے بندوں سے قریب آجانے سے تعبیر کرتا ہے اور بندوں نے تو اپنے خدا پر نہ معلوم کتنی بار فخر کیا ہوگا آج وہ دن ہے کہ مالک اپنے بندوں پر فخر کرتا ہے۔ [صحیح مسلم]

آج اور یہاں رحمت الٰہی سے مایوسی کفر ہے اور آج اس سے بڑھ کر ناشکرا اور گنہگار کوئی نہیں جو یہاں حاضری کے بعد بھی یہ سمجھتا ہے کہ اس کی نامہ اعمال کی سیاہیاں رحمت ومغفرت الٰہی سے نہ دھل سکیں، سچے کا ارشاد ہے: "اعظم الناس ذنبا من وقف بعرفة فظن ان اللّٰه لن يغفر له" (سب سے بڑا گنہگار وہ ہے جو عرفہ میں وقوف کرنے کے بعد بھی یہ سمجھے کہ اس کی مغفرت نہیں ہوئی) آج کا دن دعا ومناجات، توبہ واستغفار، الحاح وزاری، جھکنے اور گڑگڑانے کے لیے مخصوص ہے، جتنا اور جہاں تک مانگے اور مانگتا جائے، بے حساب دینے والا اور دلانے والا بے حساب، لٹانے پر آجائے تو خاک کا پتلا جو ہمہ فقر وہمہ طلب ہمہ احتیاج وہمہ درماندگی ہے، مانگنے میں اور طلب کرنے میں کسر کیوں اٹھا رکھے اور دین ودنیا کی نعمتوں کا کوئی ارمان اور کوئی حوصلہ اپنے دل میں کیوں رہنے دے۔ "افضل الدعاء يوم عرفه" (عرفہ کے دن کی دعا سب دعاؤں سے بڑھ کر ہے) یہ اس کا ارشاد ہے جو سب سے زیادہ دعائیں کرنے والا تھا، اور جس کی دعائیں سب سے زیادہ قبول ہونے والی تھیں۔

حج کا فرض اتر جانے کے لیے عرفات کی محض حاضری کافی ہے، خواہ انسان کچھ بھی نہ کرے، یہاں تک کہ اگر سو رہا ہو یا بے ہوشی کی حالت میں ہو اور کوئی اسے چند لمحوں کے لیے میدان عرفات سے آج کے دن گزار دے تو بھی اس کا حج ہوجائے گا، لیکن ظاہر ہے کہ اپنے قصد وارادہ سے آج کی قیمتی گھڑیوں کو ضائع کرنا کون شخص گوارا کرے گا، سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی میدان میں اور آج کے دن جو دعا کی اس کا نقشہ حضرت ابن عباسؓ ان الفاظ میں کھینچتے ہیں:

"رأيت صلى اللّٰه عليه وسلم يدعو بعرفة يداه الى صدره كالمستطعم المسكين".

(میں نے حضور صلی اللہ علیہ سلم کو عرفات میں اس طرح مانگتے ہوئے دیکھا جیسے کوئی بھوکا مسکین اپنا ہاتھ کسی سخی داتا کے آگے پھیلائے ہو)۔

جب رسول معصوم کا یہ حال تھا تو امت کے سیہ کاروں اور تباہ حالوں کو اس دن اور اس جگہ اپنا کیا حال رکھنا چاہیے، الحاح وتضرع، خشوع وخضوع کا کوئی دقیقہ آج اٹھا نہ رکھنا چاہیے، اپنے گناہوں کو

یاد کر کے اگر آنکھوں سے آنسو جاری ہو جائیں تو کیا پوچھنا، لیکن اگر رونا نہ آئے تو اس پر زیادہ حسرت بھی نہ کرنا چاہیے، رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے متعلق یہ کسی روایت میں ہے کہ آنسو بھی جاری تھے، جہاں میدان ختم ہوتا ہے وہاں ایک سمت ایک اونچی پہاڑی ہے، اس کا نام جبل رحمت ہے، سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے نیچے وقوف کیا تھا اور یہیں اونٹنی پر سوار ہو کر حجۃ الوداع کا مشہور معروف و خطبہ ارشاد فرمایا تھا، موقف النبی اور موقف الاعظم یہی مقام کہلاتا ہے۔

جبل رحمت کے نیچے بڑے بڑے سیاہ پتھر بہت سے ڈھیر ہیں، اگر جگہ مل جائے تو یہیں بیٹھ کر فراغت و یکسوئی کے ساتھ دعا و مناجات میں مشغول ہو جائے، امام غزالیؒ اعمال عرفات کے ذکر میں فرماتے ہیں کہ اس وقت خوب جی لگا کر دعا کرے اور راز اس کا یہ ہے کہ اس وقت کیسے کیسے مقبول و برگزیدہ بندے ایک ساتھ دعا میں لگے ہوئے ہیں۔

اللہ اللہ! یہ عرفات کا لق ودق ویرانہ، جو انسان کے بسنے کے لائق ہے نہ حیوان کے اور جہاں سال بھر انسانی آبادی تو الگ رہی، پرندہ بھی پر نہیں مارتا، دم کے دم میں اور آن کی آن میں کیا سے کیا ہو جاتا ہے، دن بھر کے لیے سینکڑوں نہیں، ہزاروں نہیں، لاکھوں کی آبادی کا عظیم الشان شہر آباد ہو جاتا ہے، ان میں بوڑھے بھی ہوتے ہیں اور جوان بھی، بچے بھی اور عورتیں بھی، شہ زور پہلوان بھی اور لب مرگ کمزور ناتواں بھی، گورے بھی کالے بھی، سانولے بھی پیلے بھی، مشرقی بھی مغربی بھی، جنوبی بھی شمالی بھی، عالم بھی عامی بھی، امیر بھی فقیر بھی، عابد و زاہد بھی اور فاسق و فاجر بھی اور یہ سارا مجمع کیوں آپ ہی آپ اکٹھا ہو رہا ہے؟ کوئی دلچسپ تماشہ ہونے والا ہے، کوئی بزم مشاعرہ ہے، کوئی ہنسنے ہنسانے والی فلم دکھائی جائے گی؟ کوئی گھوڑ دوڑ ہے؟ ہاکی فٹ بال کا میچ ہے؟ رستم دوراں گاما پہلوان کی کشتی یا دنگل ہے؟ کوئی مشہور ایکٹرس بے حجابی کے ساتھ اسٹیج پر نمودار ہونے والی ہے؟ تجارتی مصنوعات کی نمائش ہونے والی ہے؟ گھوڑوں اور ہاتھیوں کا بازار لگنے والا ہے؟ کسی کانفرنس کا افتتاح ہے؟ کسی لیڈر کا لیکچر ہونے والا ہے؟ کسی درگاہ پر عرس ہو رہا ہے؟ کسی دیوی دیوتا کی پوجا ہونے والی ہے؟ کوئی گنگا اشنان ہے؟ کوئی کمبھ میلا؟ بجز ایک اللہ کی عبادت کے، بجز ایک اللہ کے حکم کی تعمیل کے، بجز ایک اللہ کے نام پر مر مٹنے کے اور کون سی شے ان ہزاروں بندوں کو، ان لاکھوں کلمہ گویوں کو یہاں اس تپتی ہوئی ریت میں گھسیٹ کر لائی ہے؟ مجمع دنیا میں اور بہت سے سارے ہوتے ہیں؟ اور ہوتے رہتے ہیں، میلے ٹھیلے نہ جانے دنیا میں کتنے ہوتے رہتے ہیں؟ لیکن اللہ کے نام پر جمع ہونے والوں کا لبیک لبیک کی رٹ لگا کر اللہ کا نام جپنے والوں کا اور محض بن دیکھے مولا و مالک کے آگے گڑگڑانے اور جھکنے والوں کا اتنا بڑا مجمع دریاؤں اور سمندروں کو پار کر کے پہاڑوں کو پھاند کر دنیا کے طول و عرض میں کہیں اور کسی بھی وقت ہوتا ہے؟ دعائیں اللہ کے ان شیدائیوں کی نہ قبول ہوں گی تو اور کس کی ہوں گی؟ بے حساب رحمتوں اور بے شمار برکتوں کا نزول ان کے سروں پر نہ ہوگا تو اور کس پر ہوگا،

مشہور ہے کہ آدم علیہ السلام کی توبہ اسی جگہ پر اسی دن قبول ہوئی تھی، یہ روایت صحیح نہ یا نہ ہو لیکن بہر حال بنی آدم اپنے گناہوں کے بخشوانے کے لیے اس سے بہتر اور کون سی جگہ ڈھونڈ کر لائیں گے؟

دنیا کی کوئی قوم، روئے زمین کا کوئی مذہب، اس خالص توحید اور خالص خدا پرستی کے عظیم الشان مظاہرہ کا نمونہ پیش کر سکتا ہے؟ کسی نے کبھی پیش کیا؟ کوئی آج کہیں پیش کر رہا ہے؟ کوئی آئندہ کبھی پیش کرے گا؟

بتوں کے بندے بے شمار، حرص و ہوا کے پرستار لاتعداد، سیر و تماشہ کے شیدائی بے گنتی، لیکن دنیا میں آئے پارکوں اور سبزہ زاروں کی سیر کرنے والی دنیا آئے اور بیسویں صدی عیسوی میں ایک بار ذرا اللہ کی فوج کی ان سپاہیوں کو، اپنے رب کے ان مستوں کو اور دیوانوں کو دیکھے کہ اس چلچلاتی دھوپ میں تپتی ہوئی ریت کے اوپر، ننگے سر اور پسینہ میں شرابور، مٹی میں اَٹے ہوئے اور خاک میں لتھڑے ہوئے، کس کس طرح جھک جھک کر اور گر گر کر اور رو رو کر، گڑگڑا کر اپنے اَن دیکھے مولا و مالک کے آگے مانگنے اور بھیگ مانگنے کے لئے کن کن آرزوؤں اور تمناؤں کے ساتھ اپنے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہیں، دعائیں ان کی نہ قبول ہوں گی تو اور کن کی ہوں گی، جو کچھ مانگیں گے ملے گا، جو سوال ہوگا پورا ہوگا، لیکن اتنا کرم تو دنیا کے کریم بھی کر دکھاتے ہیں، انہیں تو وہ ملے گا جو ان کے وہم و خیال میں بھی نہیں، یہ تو وہ پائیں گے جس کا سوال ان کے ذہن و دماغ میں بھی نہیں۔

[سفر حجاز]

☆☆☆☆☆

حب صادق

ناموس رسالت کی حفاظت کیجیے!

مولانا مفتی محمد تقی عثمانی

جب آدمی دلیل کے میدان میں شکست کھا جاتا ہے، اس وقت وہ ہٹ دھرمی پر اترتا ہے، جیسے ہمارا یہاں مثال مشہور ہے کہ: ''کھسیانی بلی کھمبا نوچے''۔ جب اس کو کہنے کے لیے کچھ نہیں ملتا تو وہ گالی گلوچ پر اتر آتا ہے اور سب و شتم کرنے لگتا ہے، جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور بعد کے زمانے میں قوت اور شوکت عطا فرمائی تو جو لوگ اسلام کے آگے ہر طرح سے مغلوب ہو گئے تھے، دلیل سے بھی مغلوب اور قوت سے مغلوب تو اس وقت وہ لوگ اوچھی حرکتوں پر اور اوچھے ہتھکنڈوں پر اتر آئے تھے، اور برا بھلا کہنا شروع کر دیتے تھے۔

آج بھی جدید تہذیب اور جدید ثقافت کے دعویدار جنہوں نے اپنی تہذیب اور تمدن کا ڈھنڈورا پیٹا ہے، جنہوں نے یہ ڈھنڈورا پیٹا ہے کہ ہم انسانوں کے حقوق کے علمبردار ہیں، ان میں اور ان بدباطن کافروں میں آج ذرہ برابر فرق نہیں رہا، آج ان کے پاس بھی اسلام کے خلاف کوئی دلیل نہیں، دلیل کے میدان میں یہ شکست کھا چکے ہیں، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اسلام کی حقانیت ساری دنیا میں اپنا لوہا منوا رہی ہے، ان دشمنان اسلام کے پاس سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کر کے چاند پر تھوکنے کی کوشش کریں، یہی وطیرہ آج انہوں نے اپنا رکھا ہے۔

یہ درحقیقت ان کی پستی کی، ان کی شکست کی، ان کی مغلوبیت کی دلیل ہے کہ ان کے پاس دلیل کے میدان میں پیش کرنے کے لیے کچھ نہیں رہا ہے اس وجہ سے اپنا غصہ، اپنی حسد اور اپنی جلن کا مظاہرہ ان اوچھے ہتھکنڈوں کے ذریعہ کر رہے ہیں کہ کبھی معاذ اللہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیوں کرنی شروع کر دیں، کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معاذ اللہ کارٹون بنانا شروع کر دیے۔

یہ ساری باتیں درحقیقت دلیل کے میدان میں شکست خوردگی کی علامت ہیں، جس کے پاس دلیل ہوتی ہے وہ کبھی گالی نہیں دیتا، وہ کبھی دوسروں کو طعنے نہیں دیتا، وہ دلیل سے بات کرتا ہے اور دلیل کے ذریعہ اپنی بات دوسروں کو سمجھاتا ہے اور دلیل کے ذریعہ دوسروں کی بات کی تردید کرتا ہے، لیکن جس کے پاس دلیل نہیں ہوتی، وہ ان اوچھے ہتھکنڈوں پر اتر آتا ہے، دراصل یہ تو خود ان کی طرف سے اس بات کا اعتراف ہے کہ ہم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی دلیل کا کوئی جواب نہیں رکھتے سوائے اس کے کہ اپنے غصے کی آگ کو ان اوچھے ہتھکنڈوں سے ٹھنڈا کرنے کی کوشش کریں، چنانچہ یہ کر رہے ہیں، حقیقت میں یہ شکست خوردگی کا اعتراف ہے۔

دوسری طرف مسلمانوں کی غیرت کو چیلنج بھی ہے کہ جو لوگ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا ہیں اور جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے دعویدار ہیں، وہ ان اوچھے ہتھکنڈوں کے جواب میں کیا کرتے ہیں، یہ ایک چیلنج ہے، میں سمجھتا ہوں کہ پوری امت مسلمہ کو غیرت ایمانی کے ساتھ اس چیلنج کو قبول کرنا چاہیے کہ پوری امت مسلمہ اس بات کا مظاہرہ کرے کہ وہ اپنے نبی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت پر اپنی جان تک قربان کرنے کے لیے تیار ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ: "لایومن أحدکم حتی أکون أحب الیه من نفسه ووالده والناس أجمعین" کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت مومن نہیں ہو سکتا ہے جب تک میں اس کو اپنی جان سے، اپنے والدین سے، اپنی اولاد سے اور ساری دنیا کے انسانوں سے بھی زیادہ محبوب نہ بن جاؤں۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے یہ ارشاد سن کر عرض کیا کہ یارسول اللہ! الحمدللہ، آپ مجھے والدین سے بھی زیادہ محبوب ہیں، آپ مجھے اپنی اولاد سے بھی زیادہ محبوب ہیں، ساری دنیا کے انسانوں سے بھی زیادہ محبوب ہیں، لیکن مجھے شک ہے کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ مجھے اپنی جان زیادہ پیاری لگتی ہو، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے سینہ پر ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ جب تک اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب نہیں سمجھو گے اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے، اس کے فوراً بعد ایک دم سے حضرت فاروقؓ میں انقلاب آ گیا اور عرض کیا: یارسول اللہ! "الآن" اب مجھے یقین ہے کہ اب آپ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔

صحابہ کرامؓ نے اپنے قول و فعل سے، اپنے عمل سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عشق کی وہ

مثالیں پیش کی ہیں کہ دنیا کی کوئی قوم، کوئی ملت، اپنے مقتداء، اپنے پیغمبر اوراپنے رہنما سے محبت کی ایسی مثالیں پیش نہیں کرسکتیں، حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ ایک صحابی ہیں، بچپن میں حضوراقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سرپراپنادست مبارک رکھ دیا تھا، اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے ان کوایمان کی توفیق عطافرمادی توجس جگہ پرحضوراقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنادست مبارک رکھاتھا، انہوں نے ساری زندگی اس جگہ سے بال نہیں کٹوائے کہ یہ وہ بال ہیں جن سے حضوراقدس صلی اللہ علیہ وسلم کاہاتھ چھواہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے عشق ومحبت کایہ حال تھا۔

آج ایک چھوٹی سی آزمائش ہے کہ تم ربیع الاول کے مہینے میں عیدمیلادالنبی بھی مناتے ہواور حضوراقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دعویٰ بھی کرتے ہو، آج تمہارا یہ چھوٹاسا امتحان ہے کہ جو لوگ دریدہ دہنی کے ساتھ حضوراقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت پرہاتھ ڈالنے کی کوشش کررہے ہیں، ان کے بارے میں تمہارارویہ کیاہے؟ کیاپھربھی تم ان کے ساتھ دوستی کاتعلق رکھوگے؟ کیاپھربھی تم ان کومعاشی فوائد پہنچانے کی کوشش کروگے؟

حضوراقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہماری تعریف اور ہماری تقدیس سے بے نیاز ہیں، ان کے بارے میں خوداللہ جل شانہ نے یہ فرمادیاکہ: ﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ کہ ہم نے تمہارے تذکرے کوبلندمقام عطافرمایاہے، ایسابلندمقام کہ چوبیس گھنٹے میں کوئی لمحہ ایسانہیں گزرتاکہ دنیامیں کہیں نہ کہیں، "اشہدان محمداً رسول اللہ" کی صدابلندنہ ہوتی ہو، ہروقت اورہرلمحہ حضورصلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی بلند بانگ سے دی جارہی ہے، اللہ تعالیٰ نے توآپ کے ذکرکواتنا بلندفرمایا، یہ لوگ ہزار بدزبانیاں کیاکریں، لیکن کائنات کی ساری قوتیں حضوراقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اورتقدیس کے گیت گاتی ہیں اورآپ پردرود بھیجتی ہیں، اللہ جل شانہ ان پررحمت بھیجتے ہیں، فرشتے ان پردرود بھیجتے ہیں، ان کونہ ہمارے تمہارے درودکی حاجت ہے، ان کونہ ہماری اورتمہاری تعریف کی حاجت ہےاورنہ بدباطن لوگوں کی طرف سے کسی تعریف کی حاجت ہے، وہ ذات تواس سے بلندوبرتر وبالاہے، ان تمام تعریفات سے بلند ہے، ان کوتو پیدائش کے وقت سے اللہ تعالیٰ نے "محمد" قراردیا، یعنی جس کی تعریف کی گئی ہے، جس کی تعریف زمین و آسمان میں ہے، جس کی تعریف فرشتوں میں ہے، جس کی تعریف کائنات میں ہے، اس ذات کوتوآپ کی اورہماری تعریف کی حاجت نہیں، لیکن یہ ایک مسلمان کی خوش بختی ہوگی کہ وہ حضوراقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اورآپ کی تعریف کواورآپ کی عظمت اورتقدیس کو، آپ کی حرمت کوبرقراررکھنے کے لیے وہ ایسا قدم کرے، جس سے ان بدباطنوں کو نقصان پہنچائے، کم سے کم اتناتوہوکہ ان کوپیسے کی چوٹ لگے، ایک مرتبہ ان کوپتاچلے کہ الحمدللہ مسلمانوں کی غیرت ابھی سوئی نہیں ہے، ان شاءاللہ کم ازکم حضوراقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والوں میں تمہارانام لکھاجائے گا۔

☆☆☆☆☆

مجلس تحقیقات ونشریات اسلام کی جدیدودیدہ زیب طباعت

☆ دین اسلام اوراولین مسلمانوں کی

دومتضادتصویریں

(عقائداہل سنت وعقائدفرقۂ اثناعشریہ کاتقابلی مطالعہ)

از حضرت مولاناسیدابوالحسن علی حسنی ندویؒ

سیدالمرسلین، خاتم النبیین (صلی اللہ علیہ وسلم) کے علوشان، بعثت عظمیٰ کے مقاصدونتائج، انسان کی فطری صلاحیت و اصلاح پذیری کی روسے، اورغیرجانب دارتاریخ کی شہادت کی روشنی میں کون سی تصویر (اصلاحی وتربیتی کام کرنے والوں کے لیے) حوصلہ افزاوہمت آفریں، اورایک صاحب انصاف کے لیے قابل قبول اورمطابق واقعہ ہے؟

صفحات: ۹۶ قیمت: ۵۰

☆ مسؤولية العلماء فى الأوضاع المتغيرة

(حالات کانیارُخ اورعلماءدین کی ذمہ داریاں)

از حضرت مولاناسیدابوالحسن علی حسنی ندویؒ

اردوسے ترجمہ: محمدفرمان ندوی

صفحات: ۱۶ قیمت: ۱۳

نوٹ: طلباء کے لئے خصوصی رعایت

ناشر: مجلس تحقیقات ونشریات اسلام

پوسٹ بکس ۱۱۹، ندوۃ العلماء کیمپس، ٹیگورمارگ، لکھنؤ

Ph No.: 0522-2741539 - Mob No.: 9889378176

Email.airpnadwa@gmail.com

یادگارابراہیم

آگ کرسکتی ہے اندازگلستاں پیدا

مولاناڈاکٹرسعیدالرحمٰن اعظمی ندوی

ذی الحجہ کامہینہ شروع ہوتے ہوتے پوری دنیا سے زادوراحلہ کی استطاعت رکھنے والے مسلمان فریضۂ حج اداکرنے کی غرض سے ایک ایسے مرکزمیں جمع ہوتے ہیں جوہرطرح کی دنیاوی لذتوں عیش و آسائش اورتفریحات سے بالکل پاک ہے، نہ وہاں سرسبزی وشادابی ہے، نہ دلفریب مناظراورنہ پرسکون ماحول، لیکن ایک تڑپ ہے جوہرشخص کوکشاں کشاں اس وادئ غیرذی زرع کی طرف لے جارہی ہےاور طواف کعبہ کے لیےاس کوبے چین کیےدیتی ہے۔

ادھرفریضۂ حج اداہوا، ۹؍ذی الحجہ کووقوف عرفہ کی سعادت سے لوگ بہرہ اندوزہوئے کہ ۱۰؍ذی الحجہ کویوم نحرآگیا، عیدالاضحی کی صبح طلوع ہوئی اور پورے عالم میں عیدقرباں کی آمدکانہایت گرم جوشی سے استقبال ہوا، ہرشخص نے اپنی استطاعت کے مطابق نئے لباس کاانتظام کیا، امام عید کے پیچھے دوگانہ شکراداکیا، عیدکی فضیلت اوراس کی مشروعیت پرامام کاخطبہ سنا، اوربندگی کے اظہارکے لیے اللہ کے نام پراس نے جانورکی قربانی دی، حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی سنت کی پیروی میں اس نے اس یادگارکودہرایاجوآج سے ہزاروں سال قبل دنیا کی تاریخ میں ایک عظیم واقعہ کی شکل میں پیش آئی اور خالق ومخلوق کے درمیان اس مستحکم رشتہ کی آئینہ دار بنی جوبندہ کواپنے رب کے ساتھ ہوتاہے، محبت کا یہی وہ رشتہ تھاجس نے نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ بیٹے کی قربانی کوگواراکرلیااورنہ صرف گوارا کرلیا، بلکہ اس نے اس کوایک بڑی سعادت اور ایک عظیم کامیابی سمجھا۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی پوری زندگی پرآپ نظرڈالیےتوآپ کوقربانی کی مثالیں قدم قدم پرنظرآئیں گی، یہ زندگی وہ آئینہ ہے، جس میں بندہ کواپنی سچی تصویرنظرآسکتی ہے، جہاں اسباب ووسائل سے قطع نظرکرکے صرف مسبب الاسباب پرتوکل کامل اوریقین کی صحیح مثال موجودہے، جہاں آگ کے شعلوں میں پورااطمینان وسکون ہے، ایک بےآب و گیاہ وادی میں جہاں زندگی گزارنے کے لیے پانی کا ایک قطرہ بھی موجودنہیں ہے، بیوی اورچھوٹے سے بچے کوانتہائی اطمینان وسکون قلب کے ساتھ محض اللہ کے اعتمادپرچھوڑاجاسکتاہے، بت پرستی کے خلاف دنیا کی بڑی سے بڑی طاقتوں سے تن تنہاجنگ کااعلان کیاجاسکتاہے، باپ کی شفقتوں سے محض اس لیے محروم ہواجاسکتاہے کہ وہ بت پرستی سے بازنہیں آتا۔

اگرہم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے پرنظرڈالیں اوراس وقت کی زندگی کاجائزہ لیں تو ہم کوصاف نظرآئے گاکہ پوری دنیااس وقت اسباب ووسائل کے سامنے سربسجودتھی، ہرشخص کی زندگی مسبب الاسباب سے ہٹ کراسباب کے سہارے گزررہی تھی، یہاں تک کہ اسباب معبودکی شکل اختیارکرگئے تھےاوروسائل ہی کولوگ قادر مطلق سمجھنے لگے تھے، مادیت، زندگی کی مصنوعی شکلیں اوراس کے مظاہر، یہ وہ چیزیں تھیں جو زندگی پرمسلط ہوچکی تھیں۔

ایسے وقت میں توحیدکی ایک آوازاٹھی جس کی صدائے بازگشت سے بحروبراوردشت وجبل سب کانپ اٹھے، یہ وہی آوازۂ حق تھاجس کوحضرت ابراہیم اللہ کے خلیل نے اللہ کے حکم سے بلندکیاتھااور دنیاکی سب سے عظیم طاقت کوجواس زمانے میں مادیت کے سہارے جی رہی تھی چیلنج کیاتھا، اور آخرکاروہ عظیم طاقت اس آوازۂ حق کی تاب نہ لاسکی اوراس طرح صفحۂ ہستی سے اس کاوجودمٹ گیاجس طرح ریت کی دیوارکوہوائیں اڑادیتی ہیں۔

عیدالاضحی اسی زندۂ جاویدنبی حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی سراپاجہادزندگی کی ایک یادگارہے، جس میں ہروقت اورہرزمان ومکان کے لیے عبرت کاایک ایسامرقع ہے کہ اگروہ قوموں کے پیش نظرہوتودنیا کی ہرطاقت اوربڑی سے بڑی قوت ان کے سامنے سرنگوں ہوسکتی ہے، اسباب ووسائل پراعتماد کے خلاف جنگ کااعلان اس میں ہرہرقدم پرہےاور وقت کے ہرنازک مسئلے، زندگی کی ہرپیچیدہ گتھی کاحل اس میں پایاجاتاہے۔

توحیدخالص، اسباب ووسائل کے خلاف جنگ اورتوکل علی اللہ کاسچانمونہ اگرآپ دیکھناچاہیں تو ابراہیم علیہ السلام کی زندگی پرنظرڈالیے، اللہ کی سچی محبت اس کی راہ میں ہرمحبوب چیزکی قربانی، وقت کے نعروں اورمادی زندگی کے خلاف آوازاٹھانےاورسچے اصول پرثابت قدمی اوراستقامت کانمونہ آپ کواسی زندگی میں نظرآئے گا۔

آج جبکہ ہم ابراہیم علیہ السلام کی یادگارمنانے جارہے ہیں اورعیدالاضحیٰ کی پرمسرت تقریب کے موقع پرایک دوسرے کومبارکبادپیش کررہے ہیں، کتنا ضروری ہے کہ اس عیدکے بانی کی زندگی ہمارے سامنے ہواورہم ان کی زندگی سے اپنی زندگی کے مسائل حل کرنے کے لیے روشنی حاصل کریں۔ کتنا سچ کہاہے شاعرنے۔

آج بھی ہو جو براہیم کا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

☆☆☆☆☆

عصر حاضر

فیس بک-روا اور ناروا استعمال

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے معلوم ہوتا ہے قیامت کی علامتوں میں سے ایک یہ ہے کہ فاصلے سمٹ جائیں گے، فاصلوں کے سمٹنے کی غالباً دو صورتیں ہوں گی، ایک ذرائع مواصلات کی ترقی کہ مہینوں کا سفر گھنٹوں میں طے ہونے لگے گا، چنانچہ آج دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے کا سفر ۲۴ رگھنٹے کے اندر مکمل ہو جاتا ہے، گذشتہ زمانے میں شاید اس کے لیے ایک سال کا عرصہ بھی ناکافی ہوتا، دوسری صورت ذرائع ابلاغ کی ترقی کی ہے، پہلے ایک پیغام دوسرے تک پہنچانے میں ایک مدت درکار ہوتی تھی، تیز ترین ذرائع کے طور پر تیز رفتار گھوڑوں اور کبوتروں کا استعمال کیا جاتا تھا، لیکن ظاہر ہے کہ گھوڑ سوار کے ذریعہ ملک سے ایک سے دوسرے کونے تک خبر پہنچانے میں کئی کئی ماہ لگ جاتے تھے، جن کبوتروں کو نامہ بری کے لیے استعمال کیا جاتا تھا، ان کی اڑان کا دائرہ محدود ہوتا تھا اور ان کے ذریعہ بہت مختصر پیغام رسانی ہو سکتی تھی لیکن ٹیلی گرام، ریڈیو، ٹی وی، ٹیلی فون اور موبائل کی ایجادات نے ابلاغ کے میدان میں بیحد سہولتیں کر دیں اور انٹرنیٹ نے اس سہولت کو اوج کمال تک پہنچا دیا، اب چین کے دور دراز دیہات میں بیٹھ کر ایک شخص امریکہ اور کناڈا کے کسی پر شور اور ترقی یافتہ شہر تک پلک جھپکتے اپنا پیغام پہنچا سکتا ہے، اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو عقل دی ہے، تحقیق و تفحص کا جذبہ عطا کیا ہے اور علمی ترقی کے راستے بچھائے ہیں، ان سے فائدہ اٹھا کر انسان یہ اور اس طرح کی ایجادات کو وجود میں لایا ہے، فرشتے جو دنیا میں انسانوں کے بسائے جانے کے حق میں نہیں تھے، شاید انسان کی ترقی اور اختراعی صلاحیت پر رشک کرتے ہوں گے، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ انٹرنیٹ ایک ایسی ایجاد ہے کہ جس نے بہت سی دشوار گذار گھاٹیاں طے کرنے کو انسان کے لیے ممکن بلکہ آسان بنا دیا ہے، اور اگر اس کا صحیح استعمال کیا جائے تو وہ انٹرنیٹ کو اپنے لیے علم و معرفت کی کلید بنا سکتا ہے، اس سلسلہ میں ایک کڑی انٹرنیٹ کی وہ ویب سائٹ ہے جو فیس بک کے نام سے شروع ہوئی تھی، جس میں صرف تصویریں شائع ہوتی تھیں اور ایک نوجوان امریکی طالب علم مارک زکر برگ (پیدائش:۱۹۸۴ء) اور ان کے ساتھی نے مل کر اسے قائم کیا تھا، یہ ہارڈورڈ یونیورسٹی کے طلبہ تھے اور انھوں نے اپنے ہاسٹل میں ایک دوسرے سے تعارف کے لیے یہ ویب سائٹ شروع کی تھی تاکہ وہ بہتر طریقہ پر ایک دوسرے کو جان سکیں، لیکن اسے ایسی مقبولیت حاصل ہوئی کہ ۲۴ رگھنٹہ کے اندر ہی یونیورسٹی کے بارہ سو طلبہ شامل ہو گئے، پھر دوسرے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں اس ویب سائٹ نے پذیرائی حاصل کرنا شروع کر دی، پھر دوسرے سال ۲۰۰۵ء میں اس نے برطانیہ کا سفر طے کرتے ہوئے وہاں اپنا تعارف کرایا اور رفتہ رفتہ پوری دنیا میں اس نے اپنا پورا قدم جما لیا۔ اس ویب سائٹ کی مقبولیت کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ اس وقت ۸۴۵ ملین سرگرم صارفین اس سے مربوط ہیں، جس میں ۴۸۳ ملین صارفین اسے روزانہ استعمال کرتے ہیں، امریکہ میں اس کے استعمال کرنے والے سب سے زیادہ یعنی ۱۵۲.۵ ملین ہیں، دوسرے نمبر پر ہندستان ہے، جہاں اس کے ۴۳.۵ ملین ممبرز ہیں، اگست ۲۰۱۱ء کے اعداد و شمار کے مطابق عالم عرب میں ۳۲ ملین صارفین اس ویب سائٹ پر موجود تھے، اس وقت عالم عرب میں آزادی اور جمہوریت کی جو تحریکیں اٹھیں اور آمرانہ اقتدار کے خلاف جو آندھی چلی، اس میں فیس بک کا بڑا اہم کردار رہا ہے، مصر میں ایک نوجوان خالد سعید کو پولیس نے بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا، اس کو بنیاد بنا کر وہاں کے کمپیوٹر انجینئر "کلنا خالد سعید" (ہم میں سے ہر ایک خالد سعید ہے) کے عنوان سے فیس بک کا پیج بنایا، جس کو غیر معمولی عوامی مقبولیت حاصل ہوئی اور مصر کے انقلاب میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔

اس وقت فیس بک جہاں سماجی تعلقات کو فروغ دینے اور باہمی تعارف کو آسان بنانے کی خدمت انجام دے رہا ہے وہیں اشتہارات کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، اس لیے اسے ایک زبردست تجارت حاصل ہو گئی ہے اور اس کے مالک زکر برگ اس وقت دنیا کے چند نوجوانوں میں سے ہیں، جن کی دولت بلینوں میں ہے، چنانچہ ایک اندازہ کے مطابق ان کی دولت ۱۷.۵ بلین ڈالر تک پہنچ چکی ہے۔

اگر فیس بک کا استعمال صرف بہتر مقاصد اور تعمیری کاموں کے لیے ہوتا تو یہ معروف کی اشاعت اور منکر کو روکنے کا نہایت زبردست وسیلہ ثابت ہوتا، خاص کر نوجوانوں کے ذہن کو تعمیری رخ دینے اور سماج کو اخلاقی مفاسد سے بچانے میں اس کا غیر معمولی کردار ہوتا، لیکن عملی صورتحال یہ ہے کہ اگرچہ اچھے مقاصد کے لیے بھی اس ویب سائٹ کا اچھا استعمال ہو رہا ہے، مگر افسوس کہ سماج کے بگڑے ہوئے افراد نے غلط مقاصد کے لیے

بھی اور اخلاقی مفاسد کی اشاعت کے لیے اس مفید ویب سائٹ کا گویا اغوا کر لیا ہے، ہمارے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ ہم اس کے صحیح استعمال کو فروغ دیں اور پڑھے لکھے نوجوانوں میں اس کا مزاج بنائیں اور یہ بھی ضروری ہے کہ ہم اس کے غلط استعمال کو روکنے اور نئی نسل کو اس کی تباہ کاریوں سے بچانے کی بھرپور سعی کریں۔

فیس بک بنیادی طور پر تعارف اور دوستی کا ذریعہ ہے، اگر یہ دوستی اپنی ہی صنف کے لوگوں سے کی جائے، ان تک اچھا پیغام پہنچایا جائے اور ان کو بے راہ روی پر داعیانہ اسلوب میں متوجہ کیا جائے تو یہ ایک بہتر بات ہوگی اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے، چاہے اس کا مقصد دعوت و تبلیغ ہو، تعلیم و تعلم ہو یا اپنے ذاتی مسائل کو حل کرنا ہو، لیکن کسی غیر محرم لڑکے اور لڑکی کا ایک دوسرے سے دوستی کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خواتین سے گفتگو کا ادب یہ بتایا ہے کہ ضرورت پر ہی گفتگو کی جائے اور یہ بھی حجاب کے ساتھ ہو کہ مرد اور عورت دونوں کے لیے دل کی پاکیزگی کا باعث ہے: ﴿وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ﴾. [الاحزاب:۵۳] حجاب صرف کپڑے اور دروازے ہی کی آڑ کا نام نہیں ہے، بلکہ ایسا رابطہ جو تکلف کو ختم کر دے، جس میں ایک مرد ایک عورت سے ایسی باتیں کر سکے جو حیادار انسان تنہائی میں کر سکتا ہے، جس میں گفتگو کرتے ہوئے لڑکے اور لڑکی کی صورتیں ایک دوسرے کے سامنے ہوں، یہ بھی بے حجابی میں داخل ہے، رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رفقاء کی ایسی تربیت فرمائی تھی کہ حج کے درمیان جب کہ خواتین کے لیے چہرہ کھولنے کا حکم ہے، عورتیں اپنے گھونگھٹ چہرے کے سامنے ڈال لیا کرتی تھیں: "فاذا حاذوا بنا سدلت احدانا جلبابها من رأسها على وجهها"۔ [ابوداؤد: ۱۸۳۲] یہ بات قابل توجہ ہے کہ مرد ہو یا عورت، جب وہ احرام باندھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے جذبہ سے معمور ہوتے ہیں اور پاکیزہ داعیہ کے ساتھ آگے بڑھتے ہیں، پھر بھی انہیں احتیاط کی تعلیم دی گئی ہے، اس لیے ضروری ہے کہ فیس بک کے ذریعہ دوستی کا دائرہ یا تو اپنی صنف کے لوگوں تک محدود ہو اور اگر دوسری صنف کے لوگوں سے رابطہ استوار کیا جائے تو وہ غیر محرم نہ ہو یہ سوچنا درست نہیں کہ صرف گفتگو اور تحریر کا تو رابطہ ہوتا ہے، کیونکہ فیس بک پر چیٹنگ (Chatting) کے نتیجہ میں نہ صرف وقت ضائع ہوتا ہے، بلکہ انسان غیر شرعی عمل تک پہنچ جاتا ہے، آپس میں شادی بیاہ کی باتیں طے ہوتی ہے، اس میں مسلم غیر مسلم کی تمیز باقی نہیں رہتی اور فسق و فجور میں مبتلا فریق کو انسان زندگی کا رفیق بنا لیتا ہے، اس کی بہت سی مثالیں اس وقت معاشرہ میں موجود ہیں۔

معلوم ہوا کہ فیس بک پر جو تصویریں یا پیغامات (Link) بھیجے جاتے ہیں، ان پر ردِ عمل کے تین راستے کھلے ہوئے ہیں، ایک یہ کہ اس پر آپ کی اپنی پسند (Like) کا اظہار کریں، دوسرے یہ کہ آپ اس میں حصہ (Share) لیں اور اسے دوسرے لوگوں تک پہنچائیں، تیسرے یہ کہ اس پر آپ اپنا تبصرہ (Comment) درج کریں، ان تینوں ہی باتوں کا اس بات سے مربوط ہے کہ جو چیز آپ کے پاس بھیجی گئی ہے وہ کس طرح کی ہے، اگر وہ بے حیائی پر مبنی تصویر یا ناشائستہ ویڈیو ہو تو اس پر پسندیدگی بھی حرام ہے، کیونکہ کفر پر راضی ہونا بھی کفر اور حرام پر راضی رہنا اور اس کو پسندیدہ قرار دینا حرام ہے، اسی طرح ایسی تصویریں یا تحریری پیغام کو دوسرے تک پہنچانا سخت گناہ ہے بلکہ گناہ بے لذت ہے یہ جس قدر واسطہ در واسطہ پھیلتا جائے گا جس شخص نے اس میں حصہ لیا ہے اس پر گناہ کا بوجھ بڑھتا جائے گا، ظاہر ہے کہ یہ کوئی عقلمندی کی بات نہیں کہ آدمی بیٹھے بیٹھائے اپنے سر پر گناہ کا بوجھ رکھتا چلا جائے قرآن میں بے حیائی کی باتوں کے پھیلانے والوں کے لیے دردناک عذاب کی خبر سنائی گئی ہے: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾. [النور:۱۹] اسی طرح ایسے پیغام پر وہ تبصرہ جس سے اس کی حوصلہ افزائی ہوتی ہو، گناہ میں شرکت ہے اور برائی سے روکنے کے بجائے برائی کی دعوت دینا ہے۔

اگر اس کے برخلاف ایسے پیغام کی ترسیل ہو، جس میں دینی گفتگو ہو، انسانی فلاح کی بات ہو، معلومات میں اضافہ ہو، تعلیم و تعلم میں تعاون ہو تو اس پر پسندیدگی کا اظہار، اس کو پھیلانے کی کوشش اس پر مثبت تبصرہ ایک بہتر عمل ہوگا جو اس کے فوائد کے اعتبار سے کبھی مستحبات کے درجہ میں ہے اور کبھی جائز و مباح کے درجہ میں، اس لیے کہ یہ نیکی کے کام میں تعاون ہے اور ایسے کاموں میں تعاون کا قرآن مجید نے حکم دیا ہے: ﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ ۖ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾. [المائدہ:۳]

یہ بات بھی حد درجہ افسوس ناک ہے کہ اس ویب سائٹ کا استعمال فحش اور بے حیائی کے استعمال اور اخلاقی بگاڑ کی دعوت کے لیے تو ہو ہی رہا ہے، مذہبی جذبات کو مجروح کرنے اور نادرست پیغام کو پھیلانے میں بھی ہو رہا ہے، مذہب سے کروڑوں انسانوں کے جذبات وابستہ ہوتے ہیں

اور چاہے کسی مذہب سے تعلق رکھنے والوں کا نظریہ درست ہو یا غلط اور حق ہو یا باطل، بہر حال اگر اس پر تنقید و تنقیص کا ہتھیار آزمایا جائے تو اس سے بیحد تکلیف پہنچتی ہے، جذبات مشتعل ہوتے ہیں اور بعض دفعہ اشتعال کی یہ آگ معاشرہ کے امن و آشتی کو جلا کر خاکستر کر دیتی ہے، اس لیے یہ ایک انسانی فریضہ بھی ہے اور مذہبی ذمہ داری بھی کہ ایسی حرکتوں سے باز رہا جائے۔

فیس بک کے صحیح اور غلط استعمال کے سلسلہ میں ایک اہم ذمہ داری حکومت کی بھی ہے کہ وہ انٹرنیٹ کی ایسی سائٹس اور فیس بک سے ایسے رابطے (Links) پر پابندی عائد کرے، کیونکہ کسی شخص کو ایسے امور کی اجازت نہیں دی جا سکتی، جو دوسروں کے لیے نقصاندہ ہو، اسلامی قانون کے ماہرین نے لکھا ہے کہ اگر آپ کے پڑوسی کا مکان نیچا ہے، آپ اس کے مقابلہ میں اونچی عمارت بناتے ہیں اور اس سے پڑوسی کے گھر میں بے پردگی ہوتی ہے تو آپ کے لیے بے پردگی سے بچاؤ کا انتظام کئے بغیر اونچا مکان بنانا جائز نہیں ہے اور حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ آپ کو ایسے مکان کی تعمیر سے منع کر دے، یہ نسبۃً تو معمولی مضرت ہے، لیکن انٹرنیٹ کے پروگرام سے نقصان پہنچتا ہے وہ اس سے کہیں بڑھ کر ہے، اس لیے حکومت کو چاہئے کہ وہ ایسے پروگراموں کی روک تھام کے لیے موثر کوشش کرے تاکہ ہماری نسل بے راہ روی میں پڑنے سے محفوظ رہے اور ملک کی اخلاقی قدریں محفوظ رہیں۔

موجودہ حالات میں جب کہ ایسے ذرائع زندگی کی ضرورت بنتے جا رہے ہیں اور اسے یک قلم روک دینا ممکن نہیں، اس بات کی ضرورت ہے کہ ان ذرائع کو زیادہ سے زیادہ خیر کے کام اور نیکی کے پیغام کے لیے استعمال کیا جائے، دینی ادارے، مذہبی تنظیمیں اور دینی و علمی شخصیتیں اس میدان میں آگے بڑھیں، اگر کسی راستہ میں کانٹے بچھانے والے موجود ہوں، پھول رکھنے والے موجود نہ ہوں تو جو لوگ اس رہ گزر سے گزرنے پر مجبور ہوں، وہ تو بہر حال گذریں گے، لیکن اس طرح کہ ان کے قدم لہولہان ہوں گے، ہمارا فریضہ ہے کہ ہم اپنے سماج کو اس صورتحال سے بچائیں اور بگاڑ کے خارزار کے درمیان بہتر تعلیمات کے پھول بچھانے کی کوشش کریں۔

☆☆☆☆☆

حج کے بعد ہماری زندگی

مولانا سید محمد حمزہ حسنی ندوی

حج کا مبارک مہینہ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے پھر نصیب فرمایا ہے، لاکھوں مسلمان حرمین شریفین میں حاضر ہو کر حج کی سعادت حاصل کر رہے ہیں، خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں۔

"لبیک اللّٰھم لبیک" کی صداؤں سے پورا حجاز مقدس گونج رہا ہے، چاروں طرف سے آنے والے حاجی یہ صدا بلند کر رہے ہیں اور اپنے مالک، رب، خالق اور رازق کا نام رٹ رہے ہیں اور کعبہ مقدسہ کا طواف کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے ہاتھ پھیلا کر رحمت کی بھیک مانگ رہے ہیں اور یہاں کی حاضری کو اپنی خوش نصیبی جان کر فخر محسوس کر رہے ہیں اور شکرانہ کے طواف ادا کر رہے ہیں۔

ہمارے جو بھائی بہن اس مبارک سفر پر گئے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کا یہ سفر قبول فرمائے اور ان کو حج مقبول عطا فرمائے اور روضۂ رسول علیہ الصلوٰۃ و السلام پر حاضری کو ان کے لیے باعث برکت بنائے اور وہ حب رسول عنایت فرمائے جو دنیا و آخرت میں ان کے لیے باعث نجات ہو۔

حج کی برکتیں لے کر اپنے گھروں کو لوٹنے والے بہن بھائیوں کی اب یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ اس سفر کو جو ان کو حاصل ہوا ہے، اس کو باقی رکھنے اور مزید ترقی کرنے کی وہ فکر کریں اور حج کے بعد جس طرح گناہوں اور خطاؤں کی معافی کے بعد وہ پاک صاف ہو کر واپس آئے ہیں، اس کی حفاظت کریں اور ایک نئی اسلامی زندگی شروع کریں جو شریعت کی پابند ہو اور سنتوں پر عمل سے آراستہ ہو، دل اور زبان اللہ کو یاد کرنے میں مشغول ہو، ایسی زندگی اختیار کریں جس میں گناہوں کا گزر نہ ہو، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا شائبہ بھی نہ ہو، اچھے اخلاق جس کی تعلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے، وہ ہمارا شعار ہو، کسی کی حق تلفی، کسی پر ظلم اور کسی بھائی بہن کے دل کو تکلیف دینے سے ہم کو بہت زیادہ احتیاط کرنا چاہیے، غرض کہ ہماری زندگی اس مبارک سفر کے بعد ایسی ہونا چاہیے کہ ہم کو دیکھنے والے اور معاملہ کرنے والے بے ساختہ کہہ اٹھیں کہ حج کر کے آنے والے لوگ ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس مبارک مہینہ کی برکتوں اور رحمتوں سے سارے عالم اسلام کو نوازے، بلکہ جو لوگ اسلام کی برکتوں سے محروم ہیں ان کو راہ ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆☆

سوال و جواب

مفتی محمد ظفر عالم ندوی

سوال: قربانی کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب: شرع اسلامی میں قربانی مالدار اور مقیم مسلمانوں پر واجب ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "من كان له سعة ولم يضح فلا يقربن مصلانا" [ابن ماجہ/۲۳۲] (جو شخص مالدار ہو اور قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ میں ہرگز نہ آئے)۔ اس حدیث نبوی کی وجہ سے فقہائے کرام نے صراحت کی ہے کہ قربانی صاحب نصاب مسلمان پر واجب ہے۔ [ہدایہ: ۴/ ۴۲۷]

سوال: قربانی کن لوگوں پر واجب ہے؟

جواب: قربانی ان مسلمانوں پر واجب ہے جن کے پاس اپنی بنیادی ضروریات کے علاوہ کوئی بھی سامان یا نقد اتنی مقدار میں موجود ہو جو ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کو پہونچ جائے۔ [الدر المختار علی رد المحتار: ۶/ ۳۱۵]

سوال: قربانی کا وقت کیا ہے؟ کیا عیدگاہ جانے سے قبل قربانی کی جا سکتی ہے؟

جواب: قربانی کا وقت دس ذی الحجہ سے بارہ ذی الحجہ تک ہے، جن جگہوں پر نماز عید واجب نہیں ہے وہاں صبح صادق سے قربانی کی جا سکتی ہے اور جن جگہوں پر نماز عید واجب ہے وہاں نماز عید ہی کے بعد قربانی درست ہوگی۔ [ہدایہ: ۴/ ۴۲۷] اگر شہر کی جامع مسجد میں نماز عید ہو جائے تو اسکے بعد پورے شہر کے لوگ قربانی کر سکتے ہیں خواہ انہوں نے نماز عید ادا کی ہو یا نہ کی ہو، کیونکہ جامع مسجد میں نماز ہو جانا پورے شہر کی قربانی کے جواز کے لیے کافی ہے۔

سوال: عید الاضحیٰ کی نماز سے قبل کچھ کھانا کیسا ہے؟ کیا شوگر کے مریض کچھ کھا کر عیدگاہ جا سکتے ہیں، اس میں کوئی کراہت تو نہیں ہے؟

جواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول یہ تھا کہ آپ عید الفطر کی نماز کے لیے کچھ کھا پی کر عیدگاہ تشریف لا جاتے تھے، اور عید الاضحیٰ کے دن نماز پڑھنے تک کچھ نہیں کھاتے تھے، بلکہ اس دن قربانی کے گوشت سے کھانے کی ابتدا کرتے: "عن بريدة عن أبيه قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يخرج يوم الفطر حتى يطعم ولا يطعم يوم الأضحى حتى يصلي" (حضرت بریدہؓ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر میں کھا کر عیدگاہ تشریف لے جاتے اور عید الاضحیٰ میں نہیں کھاتے یہاں تک کہ نماز ادا کر لیتے)۔ [جامع ترمذی: ۱/ ۱۲۰] اس روایت سے یہ معلوم ہوا کہ مسنون طریقہ یہی ہے کہ عید الاضحیٰ کی نماز سے قبل کچھ نہ کھائے لیکن اگر کوئی مریض ہے خاص طور پر شوگر کے مریض تو ان کے لیے نماز سے قبل کھانے میں کوئی حرج نہیں اور نہ کوئی کراہت ہے، فتاویٰ ہندیہ میں صراحت ہے: "بقرعید کے دن نماز سے پہلے کھانے میں کوئی کراہت نہیں ہے لیکن نماز سے پہلے نہیں کھانا چاہیے، مستحب یہ ہے کہ اس دن سب سے پہلے قربانی کا گوشت کھائے، جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ضیافت ہے۔ [فتاویٰ ہندیہ: ۱/ ۷۲]

سوال: کن جانوروں کی قربانی درست ہوگی؟

جواب: جن جانوروں کی قربانی درست ہے ان میں اونٹ، گائے، بھینس، بکری اور دنبہ ہیں اور ان کا گھریلو اور مانوس ہونا ضروری ہے، ان میں جو جانور غیر مانوس اور جنگلی ہوں ان کی قربانی درست نہیں ہوگی، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ﴾ [سورہ حج/ ۳۴] (ہر امت کے لیے ہم نے قربانی مقرر کردی ہے تاکہ وہ چوپایوں کو ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لیں جو اللہ نے ان کو دیئے ہیں)۔ اس آیت میں یہ وضاحت کر دی گئی ہے کہ ان جانوروں ہی کی قربانی درست ہوگی جن پر اللہ نے انسانوں کو قدرت دی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ نے صرف انہی جانوروں کی قربانی کی ہے جو گھریلو اور مانوس ہوتے ہیں، جنگلی جانوروں کی نہیں۔ [نصب الرایہ: ۴/ ۲۱۶]

سوال: کس جانور کی قربانی افضل ہے؟ کیا شوافع اور حنفیہ کے یہاں اس مسئلہ میں فرق ہے؟

جواب: شوافع کے ہاں سب سے افضل اونٹ کی قربانی ہے، پھر گائے کی، پھر دنبہ کی، پھر بکری کی، امام نوویؒ وضاحت فرماتے ہیں: "ان أفضل التضحية بالبدنة ثم البقرة ثم الضان ثم الغنم" (قربانی میں افضل اونٹ کی قربانی ہے پھر گائے کی پھر دنبہ کی پھر بکری کی)۔ [المجموع: ۸/ ۳۹۸]

احناف کے یہاں جانور کی تعیین نہیں ہے، بلکہ جس جانور میں زیادہ گوشت ہو یا جس کا گوشت زیادہ عمدہ ہو یا قیمت میں زیادہ ہو، اس کی قربانی افضل ہے، اسی لیے فقہاء احناف نے صراحت کی ہے کہ ایسے جانوروں کی قربانی مستحب ہے اور افضل ہے، جو موٹا، خوبصورت اور بڑا ہو کیونکہ یہ آخرت کی سواری ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "عظموا ضحاياكم فإنها على الصراط مطاياكم" (قربانی کے جانوروں کو بڑا کرو کہ یہ پل صراط پر تمہاری سواری بنیں گے)۔ [ابوداؤد]

☆☆☆☆☆

آداب وفضائل

آخری قسط

ذی الحجہ کے پہلے دس دن-فضائل واعمال

خالد فیصل ندوی

۴-قربانی

ان مبارک دس دنوں میں آخری دن یوم النحر (عید قرباں) کے نام سے موسوم ہے، یہ دن بھی سال کے افضل دنوں میں سے ایک نہایت ہی فضیلت والا دن ہے، ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی فضیلت بیان فرمائی ہے کہ: "اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے عظمت ووقار والا دن یوم النحر (دسویں ذی الحجہ قربانی کا دن) ہے، پھر اس کے بعد یوم القر (گیارہویں ذی الحجہ یعنی منیٰ میں ٹھہرنے کا دن) ہے"۔ [ابوداؤد] اس عظیم الشان دن میں قربانی کرنا اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب وپسند ہے، اور اللہ کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کا موجب ہے، ایک حدیث میں ہے کہ: یوم النحر، قربانی کے دن میں انسان کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کو قربانی سے زیادہ محبوب نہیں ہے۔ (اور قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں، کھروں اور بالوں کے ساتھ آئے گا، اور قربانی کا خون زمین میں گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے یہاں رضا اور قبولیت حاصل کر لیتا ہے۔ [ترمذی] قربانی نہایت ہی مبارک اور محبوب ترین اور نہایت ہی اجر وثواب والا عمل ہے، ایک لمبی حدیث میں ہے کہ قربانی کے ہر ہر بال کے بدلہ میں ایک ایک نیکی ہے۔ [ابن ماجہ] یہ بات قابل ذکر ہے کہ قربانی دسویں، گیارہویں اور بارہویں ذی الحجہ تین دنوں کے اندر کی جا سکتی ہے۔ قربانی حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی اہم یادگار ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنت ہے اور حضرات صحابہ کرام کا قابل قبول معمول ہے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ قربانی اسلام کا شعار ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں قربانی کرنے کا حکم عالی فرمایا ہے۔ [سورہ کوثر/۲] اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں قربانی کی بڑی مؤثر تاکید فرمائی ہے کہ: "اے لوگو! بڑے خلوص وللٰہیت کے ساتھ قربانی کیا کرو"۔ [ابن ماجہ] ایک دوسری حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت ہی جامع انداز میں حکم عام فرمایا کہ: اے لوگو! ہر سال، ہر گھر والوں پر قربانی ہے۔ [ابوداؤد] اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ہر سال قربانی دی ہے، حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ: "حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو مینڈھے ذبح کیا کرتے تھے، اور میں بھی دو مینڈھے ذبح کرتا ہوں۔ [بخاری]

اس ترغیب وتاکید کے ساتھ ساتھ حدیث میں استطاعت وقدرت کے باوجود قربانی نہ کرنے والوں کو بڑی وعید ودھمکی دی گئی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں پر اپنی شدید خفگی وناراضگی ظاہر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ: "جو آسودہ حال ہونے کے باوجود قربانی نہ کرے وہ ہماری عید گاہ کے قریب نہ آئے۔ [ابن ماجہ]

۵-تکبیر وتہلیل

عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی وحدانیت اور کبریائی کا اعلان واقرار مطلوب اور محمود ہے، قرآن مجید میں اس تکبیر وتہلیل کا حکم موجود ہے کہ: "اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق تکبیر وتہلیل کرو"۔ [سورۂ بقرہ/۱۸۵] اور حدیث میں بھی تکبیر وتہلیل کا واضح فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مذکور ہے کہ تم ان دس دنوں میں تہلیل (لاالٰہ الااللہ) تکبیر (اللہ اکبر) تحمید (الحمد للہ) زیادہ سے زیادہ پڑھا کرو۔ [احمد، طبرانی] اس لیے ہم تمام اہل ایمان کو ان دنوں میں تکبیر وتہلیل اور تسبیح وتحمید کا بہت زیادہ اہتمام کرنا چاہیے، اور یکم ذی الحجہ سے تیرہویں ذی الحجہ تک تکبیر کے کلمات کا ورد اٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے اور گھومتے پھرتے کرتے رہنا چاہیے، چنانچہ مذکورہ بالا فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے راوی حضرت عبداللہ بن عمرؓ ان دنوں میں منیٰ میں تکبیر میں کہتے تھے، اور ان کی تکبیریں کہنے کا یہ سلسلہ نمازوں کے بعد، بستر پر، خیمہ میں، مجلس میں اور چلتے پھرتے سارے دنوں میں جاری رہتا تھا اور حضرت عمر فاروقؓ بھی تکبیر و تہلیل کا بہت زیادہ اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ امام بخاریؒ نے ذکر فرمایا ہے کہ: "حضرت عمر فاروق منیٰ میں اپنے خیمہ میں تکبیریں پڑھا کرتے تھے، جسے مسجد کے لوگ سنتے اور تکبیریں کہتے تھے اور بازو والے بھی تکبیریں کہنا شروع کر دیتے تھے، حتیٰ کہ منیٰ تکبیروں سے گونج اٹھتا تھا۔ [بخاری] نیز حضرت ابوہریرہؓ کا معمول تکبیر وتہلیل پڑھنے کا تھا۔ امام بخاریؒ نے بیان فرمایا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت ابوہریرہؓ ذی الحجہ کے پہلے دس دنوں میں بازار جاتے ہوئے بھی تکبیر پڑھا کرتے تھے، اور ان دونوں حضرات کی تکبیر سن کر عام لوگ بھی تکبیر پڑھنے لگتے تھے۔ [بخاری]

یکم ذی الحجہ سے تیرہویں ذی الحجہ تک ہر وقت (سوتے جاگتے، اٹھتے بیٹھتے اور چلتے پھرتے) تکبیر پڑھنا مشروع ہے اور اصطلاح میں ان دنوں میں پڑھی جانے والی تکبیر کو 'تکبیر مطلق' کہا جاتا ہے اور نویں ذی الحجہ کی نماز فجر کے بعد سے تیرہویں ذی الحجہ کی نماز عصر تک فرض نمازوں کے بعد پڑھی جانے والی تکبیر کو 'تکبیر مقید' کہا جاتا ہے، تمام ائمہ کرامؒ کے نزدیک ان دنوں میں تکبیر پڑھنا جائز اور مستحب ہے لیکن یہ بات قابل لحاظ ہے کہ مرد اونچی آواز میں تکبیر کہیں گے جیسا کہ اوپر جلیل القدر صحابہ حضرت عمر حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابوہریرہؓ کا معمول بیان ہوا ہے اور عورتیں پست آواز میں تکبیر پڑھیں گی، حضرت ام عطیہؓ سے منقول اثر میں ہے کہ عورتوں کو عید گاہ لے جائیں اور عورتیں مردوں کے پیچھے رہیں اور ان مردوں کی تکبیر کے ساتھ تکبیر کہیں اور ان کی دعاؤں کے ساتھ دعائیں کریں۔ [بخاری] اور فتاویٰ شامی میں ہے کہ تکبیر تشریق نویں تاریخ کی فجر کی نماز سے تیرہویں کی عصر تک ہر فرض نماز میں سلام پھیرتے ہی مردوں پر بلند آواز سے اور عورتوں پر آہستہ آواز سے ایک مرتبہ کہنا واجب ہے۔ [شامی] احادیث مبارکہ کی ان کتابوں میں تکبیر کے بہت سے کلمات منقول ہیں، ان میں سب سے جامع اور زبان پر سب سے زیادہ آسان تکبیر درج ذیل ہے:

"اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد"۔ [مصنف ابن ابی شیبہ]

۶-حاجیوں سے مشابہت

ان دس دنوں میں ایک پسندیدہ عمل یہ بھی ہے کہ حج کو نہ جانے والے اہل ایمان، اپنے ملک و علاقہ میں حاجیوں کی طرح ہی ذی الحجہ (عید الاضحیٰ) کا چاند دیکھنے کے بعد سے قربانی کرنے تک اپنے بال، ناخن اور خط (مونچھ، داڑھی) نہ بنوائیں تاکہ اللہ تعالیٰ ان غیر حاجیوں کو بھی اپنے خصوصی فضل و کرم سے حاجیوں کی طرح ہی اجر وثواب سے ہمکنار فرمائیں، اس لئے قربانی کرنے والے اہل ایمان قربانی کے بعد ہی بال ناخن اور خط وغیرہ بنوائیں، کیوں کہ احادیث مبارکہ میں حاجیوں سے مشابہت میں ان چیزوں (بال وناخن) کے کاٹنے، کٹوانے کی بڑی ممانعت آئی ہے، ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ذی الحجہ کا پہلا عشرہ جب شروع ہو جائے اور تم میں سے جو قربانی کرنے کا ارادہ کر چکا ہو، تو وہ اپنے بال اور اپنے ناخن کاٹنے سے رک جائے۔ [مسند احمد] اور ایک دوسری حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب تم لوگوں کو ذی الحجہ کا چاند نظر آجائے اور تم میں سے کوئی قربانی کا ارادہ کرلے تو وہ نہ اپنے بال کاٹے اور نہ ناخن تراشے۔ [مسلم]

حقیقت یہ ہے کہ ان دس دنوں میں حجاج کرام حالت احرام کے دوران بال وناخن وغیرہ کاٹنے، کٹوانے سے اجتناب کرتے ہیں اور دسویں ذی الحجہ (قربانی والے دن) قربانی کے بعد سر منڈواتے ہیں یا بال کٹواتے ہیں اور ناخن تراشتے ہیں، اسی طرح قربانی کرنے والے غیر حاجیوں کو احادیث میں وارد حکم کی بنا پر ان چیزوں کے کاٹنے، کٹوانے سے خصوصی احتیاط برتنی چاہیے، اور قربانی نہ کرنے والوں کے لیے بھی یہی مناسب ہے کہ وہ بھی ان دس دنوں میں حاجیوں کی طرح بال وناخن نہ کاٹیں ان شاء اللہ یہ بھی قربانی کے اجر وثواب کے مستحق ہوں گے، ایک حدیث میں ہے کہ جو قربانی نہ دے سکتے ہوں، وہ بھی نماز عید کے بال اور ناخن کاٹیں تو انہیں بھی قربانی کا ثواب ملے گا۔ [بیہقی] حاجیوں اور غیر حاجیوں، قربانی کرنے والوں اور قربانی نہ کرنے والوں سب اہل ایمان کے لیے ان دس دنوں میں بال، ناخن اور خط نہ بنوانا بہت ہی اجر و ثواب والا عمل ہے۔

دعاء ومناجات

ذی الحجہ کے ان دس دنوں میں دنیا کی حاجت براری اور آخرت کی کامیابی وسرخروئی، جہنم سے نجات وچھٹکارے اور جنت میں داخلہ اور یہاں کی سعادت سے سرفرازی کے لیے اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا والتجاء کرنا نہایت ہی پسندیدہ عمل ہے کیوں کہ یہ دس دن ذکر ودعا کے بھی ہیں، چنانچہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے مروی ہے کہ (سورہ حج آیت/۲۸ میں وارد) "ایام معلومات" یکم ذی الحجہ سے نویں ذی الحجہ تک کے مبارک ترین ایام ہیں، انہوں نے مزید یہ فرمایا کہ ان دنوں میں دعائیں رد نہیں ہوتی ہیں۔ [لطائف المعارف] یہ حقیقت بھی قابل ذکر ہے کہ ان دنوں میں سے یوم عرفہ اور یوم النحر کو دعائیں خاص طور پر قبول ہوتی ہیں، ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عرفہ کے دن، عرفہ میں موجود لوگوں کے سلسلہ میں فخر وناز فرمایا اور ان کے بارے میں فرشتوں کو مخاطب فرما کر فرمایا کہ فرشتو! تم سب گواہ رہو کہ میں نے ان سب کو معاف کر دیا ہے۔

.........بقیہ صفحہ ۳۰ پر)

خبر ونظر

عالم اسلام

جاوید اختر ندوی

فرانسیسی گلوکارہ کا قبول اسلام، مکمل حجاب کے ساتھ ٹی وی پر نمودار

آج دنیا کے حالات پر سرسری نظر رکھنے والا بھی اس بات سے واقف ہے کہ جہاں ایک طرف مغربی ممالک اسلام اور مسلمانوں اور پیغمبر اسلام کی صاف وشفاف شبیہ داغدار کرنے کے درپے ہیں اور طرح طرح کے حربے اور طریقے اس کے لیے آزما رہے ہیں وہیں دوسری طرف مغرب کی زندگی اور اس کی بے حیائیوں سے تنگ آکر وہاں کے لوگ اسلام اور اس کی لازوال تعلیمات کی طرف کشاں کشاں چلے آرہے ہیں، اور اس کی آغوش میں آکر امن وسکون اور اطمینان کی زندگی بسر کررہے ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے اسلام کی فطرت میں لچک دے رکھی ہے، جس قدر اس کے حاقدین وحاسدین اس کو دبانے کی کوشش کررہے ہیں اسی قدر اس کے اندر تیزی آرہی ہے اور وہ دین حق کے متلاشی کو سیراب کررہا ہے۔

حیرت اس پر ہوتی ہے کہ مغربی ممالک میں اسلام قبول کرنے والوں میں آدھی سے زیادہ تعداد عورتوں کی ہوتی ہے، وہی مغرب جو یہ کہنے سے تھکتا نہیں کہ اسلام نے عورتوں کو ان کے جائز حقوق نہیں دیے اور ان کو بہت سارے میدانوں میں مردوں کے قدم بقدم چلنے کی اجازت نہیں دی، یہ سراسر ظلم ہے اور عورتوں کے حقوق کے ساتھ کھلواڑ ہے، لیکن مغرب کی جو خواتین حلقہ بگوش اسلام ہوتی ہیں ان کے بیانات سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اس دین میں آکر ہی اپنی عصمت وعفت کو محفوظ سمجھ رہی ہیں جب کہ اس سے قبل ان کو یہ احساس تک نہیں تھا کہ عورتوں کے لیے اس کے خالق ومالک نے کیا انتظامات کیے ہیں اور ان کو کس کس طرح کے انعامات سے نوازا ہے۔

ذیل میں جس گلوکارہ کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ لکھا جارہا ہے وہ کوئی عام خاتون نہیں تھی بلکہ پورے فرانس میں اس کا جادو سرچڑھ کر بولتا تھا اور جب ٹی وی پر نمودار ہوتی تو لوگوں کو مسحور کرجاتی، لیکن اللہ رب العزت نے اس کے لیے اسلام مقدر کررکھا تھا اور جب اس نے اسلام قبول کرلیا تو پھر وہ مکمل حجاب کے ساتھ ٹی وی پر آنے لگی اور اس کے اثر سے بہت ساری مسلم خواتین نے حجاب کا استعمال شروع کردیا، اور یہی نہیں بلکہ وہ کئی عورتوں کے اسلام لانے کا بھی سبب بنیں۔

فرانسیسی گلوکارہ میلنئی جارجیاڈیس المروف دیام ٹی وی پر نئے روپ کے ساتھ نمودار ہوئی ہیں، فرانس میں حکومت کی جانب سے عوامی مقامات پر خواتین کے اسلامی حجاب اوڑھ کر آنے پر پابندی پر بحث کا سلسلہ جاری ہے، اور بعض مسلم خواتین کو حجاب اوڑھنے کی پاداش میں سزائیں بھی سنائی جاچکی ہیں، ایسے میں ایک گلوکارہ نے اپنے قبول اسلام کی خبر عام کرکے اپنے غیر مسلم مداحوں کو حیران وپریشان کردیا ہے اور وہ پہلی مرتبہ اسلامی حجاب اوڑھ کر ایک ٹی وی چینل پر نمودار ہوئی، ماضی کی معروف گلوکارہ میلنئی جارجیاڈیس المعروف دیام ۲۰۰۹ء کے بعد سے پردۂ اسکرین سے غائب رہی ہیں، ان کے بارے میں مختلف قیاس آرائیاں کی جاتی رہی ہیں، وہ اس دوران گاہے گاہے حجاب اوڑھ کر منظر عام پر بھی آتی رہی ہیں، لیکن ان کے بارے میں کم ہی اطلاعات سامنے آئیں کہ وہ کہاں روپوش ہوگئیں تھیں، حال ہی میں وہ اپنی نئی شناخت کے ساتھ فرانس کے ٹیلی ویژن چینل ٹی ایف ون کے ذریعے منظر عام پر آئی ہیں، اس ٹی وی چینل کے ساتھ ایک خصوصی انٹرویو میں انہوں نے اپنے ماضی کے بارے میں تفصیل بیان کی ہے، وہ ماضی میں اپنا غم غلط کرنے کے لیے منشیات اور نشہ آور دوائیاں استعمال کرتی رہی ہیں۔

اس دوران ان کی اپنی ایک مسلمان دوست سے ملاقات ہوئی اور پھر انہوں نے اسلام قبول کرلیا، دیام نے بتلایا کہ انہوں نے ایک سال قبل شادی کرلی تھی، اب وہ ایک بچے کی ماں ہیں اور اپنے منشیات زدہ ماضی سے بہت آگے نکل چکی ہیں ان کا کہنا تھا کہ انھوں نے قرآن مجید کو پڑھ کر اور سمجھ کر اسلام قبول کیا تھا، جب ان سے فرانس جیسے ملک میں حجاب اوڑھنے کے بارے میں سوال کیا گیا تو ان کا کہنا تھا:

”میرا خیال ہے میں ایک روادار معاشرے میں رہتی ہوں، میں تنقید کا برا نہیں مانتی لیکن روایتی قسم کی تضحیک اور برجستہ فیصلوں کا ضرور برا مانتی ہوں“۔

اس کے بعد ٹی وی میزبان نے ان سے یہ سوال کیا کہ وہ حجاب کیوں اوڑھ رہی ہیں جبکہ بہت سی مسلم خواتین ایسا نہیں کرتیں اور بعض اس کو مذہبی فریضہ بھی نہیں سمجھتیں؟

توان کا جواب تھا: ”میں پردے کو ایک شرعی حکم سمجھتی ہوں، اس سے میرا دل باغ باغ ہوجاتا ہے اور میرے لیے یہی کافی ہے، دیام کا کہنا تھا کہ وہ مسلمان ہونے کے بعد سے خوش ہیں، انہوں نے مسجد سے نکلنے کی اپنی ایک تصویر شائع کرنے پر میڈیا کو تنقید کا نشانہ بنایا، تصویر میں وہ حجاب اوڑھے اپنے موبائل کی طرف دیکھ رہی ہیں اور ان کے پیچھے ایک مرد آرہا ہے، اس مرد کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ وہ ان کا خاوند ہے۔

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آج بھی اگر مسلم معاشروں میں اسلامی احکام اور تعلیمات کا چلن عام ہوجائے تو دنیا کے عام انسانوں کو اس سے بڑی رہنمائی مل سکتی ہے اور بڑی تعداد صرف اسلام کو عملی شکل میں دیکھ کر اسلام کو سمجھنے کی کوشش کرتی ہے، اور وہ کتابوں میں اسلام کا مطالعہ نہیں کرنے جاتی، اس لیے آج اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ اہل اسلام اپنے دین اور اس کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر سختی سے عمل پیرا ہوکر خود اپنے اور دوسروں کے حق میں مفید ثابت ہوں اور اسلامی کی نیک نامی کا ذریعہ بنیں۔

زمین حج کی رہنمائی کے لیے ویب پورٹل

دنیا بھر سے فریضہ حج کی ادائی کے لیے سعودی عرب پہونچنے والے عازمین کی سہولیات اور ان کی رہنمائی کے لیے حکومت سعودی عرب کی جانب سے انٹرنیٹ پورٹل جاری کیا گیا ہے۔

سعودی وزیر صحت ڈاکٹر عبداللہ الربیعہ نے www. moh. gov. sa. نامی اس پورٹل کا افتتاح کیا، ڈاکٹر عبداللہ نے بتایا کہ سعودی فرمانرواں شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز کی ہدایت پر وزارت صحت کی جانب سے جاری کیا گیا یہ جامع پورٹل ہے جس میں عازمین کی رہنمائی کے لیے تمام تفصیلات موجود ہیں، اس ویب سائٹ میں صحت سے متعلق تمام تفصیلات، عازمین کی اس مقدس شہر مکہ اور مدینہ میں رہائش کی تفصیل، اسپتالوں کا مقام، کلینک، ایمبولنس کے فون نمبرات، وزرات صحت کے اسٹاف کی ڈائرکٹری جب کہ شعبہ صحت کے اداروں کے پتے بھی موجود ہیں، اس ویب سائٹ میں عازمین کے لیے سعودی حکمراں شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز آل سعود اور ہیلتھ ڈپارٹمنٹ کے عہدیداروں کے پیغامات بھی موجود ہیں، جب کہ اس ویب سائٹ میں عازمین کے لیے صحت سے متعلق ہدایات اور شعور بیداری پروگرام سے متعلق تفصیلات بھی دی گئی ہیں۔

یہودی آبادکاری نے فلسطینی خاندان کے ۶/افراد زندہ جلاڈالے

فلسطین کے مقبوضہ مغربی کنارے میں دوسرے ملکوں سے لاکر آباد ہو گئے انتہاپسند یہودیوں نے بیت اللحم شہر میں ایک فلسطینی خاندان پر حملہ کرکے اس کے چھ افراد کو جلا ڈالا، جس کے نتیجے میں جلائے گئے افراد مسلسل زندگی اور موت کی کشمش میں مبتلا ہیں، بیت اللحم اور مغربی کنارے کے علاقوں میں انتہاپسند یہودیوں کا فلسطینیوں پر یہ حملہ نہیں ہے، رواں سال میں اب تک بیت اللحم اور دوسرے شہروں میں فلسطینیوں کے جان ومال پر یہودیوں نے ۵۰۰ حملے کیے ہیں، ان حملوں میں سینکڑوں فلسطینی زخمی ہوئے اور ان کی لاکھوں ڈالر مالیت کی املاک تباہ کردی گئیں۔

برطانیہ میں دینی وعربی مدارس کی بڑھتی ہوئی تعداد

مسلم اور عرب خانوادوں کے اندر قرآن وحدیث کو براہ راست سمجھنے اور ان کے احکام مسائل پر غور وفکر کرنے کے لیے برطانیہ میں دینی وعربی مدارس کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ ہورہا ہے۔

حالانکہ یہاں ۱۴۰ سے زائد مدارس دینیہ پائے جاتے ہیں اور ان سب میں اسلامی تعلیمات کے ساتھ ساتھ عربی زبان کی تعلیم بھی دی جاتی ہے مگر نئی نسل کا تقاضا ہے کہ اس طرح کے مدارس مزید کھولے جائیں اور خاص طور پر ان علاقوں میں بھی اس کا انتظام کیا جائے جہاں اب تک مدارس نہیں کھل پائے ہیں اور وہاں کے بچے دینی تعلیم اور عربی زبان سیکھنے کے خواہشمند ہیں۔

رپورٹ کے مطابق ان مدارس میں اسلامی تعلیم دی جاتی ہے اور نئی نسل کو عربی زبان، اسلامی تہذیب وثقافت اور اسلاف کے کارناموں اور ان کی خدمات سے واقف کرایا جاتا ہے، مدارس کی تعداد میں اضافہ کی وجہ سے مقامی سرکاری افسران کے اندر خوف وہراس کا ماحول پیدا ہوگیا ہے، ان کا کہنا ہے کہ والدین کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کو ان ہی مدارس میں تعلیم کے لیے بھیجیں جہاں کی عمارتیں اچھی اور خوشنما ہوں، ان مدارس میں کام کرنے والے افراد ہر طرح کے مجرمانہ ریکارڈ سے پاک صاف ہوں اور وہاں کا نصاب و نظام تعلیم ملکی مفاد کے خلاف نہ ہو، اس لیے کہ اکثر مدارس حکومت سے رجسٹرڈ نہیں ہیں۔

☆☆☆☆☆

اسلام ہی کیوں؟

اسلام - ایک متبادل نظام زندگی

سید محمد امین حسنی

اسلام کا دعویٰ ہے: ﴿إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ﴾ [آل عمران/۱۹] (اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے۔) ﴿وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ﴾ [آل عمران/۸۵] (اور جو بھی اسلام کے علاوہ کوئی دین چاہے گا تو وہ قابل قبول نہیں) اللہ کے نزدیک زندگی گزارنے کا طریقہ صرف ایک ہے وہ یہ کہ اللہ کے نازل کردہ نظام (اسلام) کو مانا جائے، اس کے علاوہ کوئی بھی نظام حیات عند اللہ مقبول نہیں۔

کوئی بھی دین یا نظام جو ضابطۂ حیات بننے کا دعویٰ رکھتا ہے، اس دعویٰ کے اثبات کے لئے لازمی ہے کہ وہ دین یا نظام ان اوصاف کا حامل ہو جو اس کے دعوے کی تصدیق کرے، عمومی طور پر وہ صفات مندرجہ ذیل ہو سکتی ہیں:

☆ وہ نظام نسلی وملکی حدود سے بالاتر، عالمگیر اور آفاقی ہو۔

☆ اس نظام کا بانی بنی نوع انساں کی نفسیات، زندگی کی تمام ضروریات اور جسمانی و روحانی تقاضوں سے اچھی طرح واقف ہو۔

☆ وہ نظام اس طرح کامل ومکمل ہو کہ وہ زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی اور تمام مسائل ومشکلات کا حل پیش کرتا ہو۔

☆ وہ نظام تعصب سے بالاتر، مساوات کا حامل اور انسانیت کا خیر خواہ ہو۔

☆ اس نظام نے ایک طویل عرصہ تک بنی نوع انسان کی ہمہ گیر رہنمائی کی ہو، اور آئندہ بھی رہنمائی کی پوری صلاحیت رکھتا ہو۔

☆ اس نظام کے دستور میں کسی قسم کی تحریف یا تنقیص نہ ہوئی ہو اور نہ اس کا امکان ہو۔

☆ تاریخ اس بات کی گواہ ہو کہ اس نظام نے طویل مدت اور وسیع خطہ میں بنی نوع انساں کو نفع پہونچایا ہے۔

مذکورہ بالا اوصاف کی روشنی میں جب ہم اس کرۂ ارضی پر موجود مذاہب، ادیان اور قوانین کا جائزہ لیتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ اسلام کے سوا کوئی مذہب یا قانون ان اوصاف کا حامل نہیں ہے۔

اسلام کسی نسل یا ملک کا مذہب نہیں بلکہ وہ آفاقی اور عالمگیر ہے: ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾ [الانبیاء/۱۰۷] (ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے،) ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا﴾ [الاعراف/۱۵۸] (آپ کہہ دیجئے کہ اے تمام انسانو! میں تم سب کی طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں)۔

اسلامی نظام کی بنیاد اس علیم وخبیر کی ہدایات پر استوار کی گئی ہے جو بنی نوع انساں کا خالق بھی ہے اور انکی نفسیات، ضرورتوں وتقاضوں سے پوری طرح آگاہ بھی ہے: ﴿أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ﴾ [الملک/۱۴] (کیا وہی نہیں جانے گا جس نے پیدا کیا ہے، وہ تو بڑا باریک بیں اور باخبر ہے)۔

اسلام ہی تنہا وہ مذہب جس نے کمال کا بجا طور پر دعویٰ کیا ہے اور اس کے دعویٰ پر کسی کو انگشت نمائی کی جرأت نہیں ہوئی: ﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾ [مائدہ/۳] آج میں نے دین مکمل کردیا، اور اپنی نعمت آپ پر تمام کردی، اور بحیثیت دین کے اسلام کو منتخب کرلیا۔

اسلام نے تعصب کی بیخ کنی کی، ہمہ جہت تعلیم یہ کہہ کردی: ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً﴾ [النساء/۱] (اے انسانو! اپنے اس رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا، اور اس سے اس کا جوڑا بنایا، اور ان دونوں سے بہت سے مردوں اور عورتوں کو پھیلا دیا) ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ﴾ [الحجرات/۱۳] اے انسانو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا، اور تم کو خاندانوں اور قبائل میں تقسیم کردیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو، اللہ کے نزدیک تم میں سب سے معزز وہ ہے، جو تم میں سب سے زیادہ ڈرتا ہو)۔ ﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً﴾ [النحل/۹۷] (جو بھی نیک عمل کر کے آئے گا چاہیے وہ مرد ہو یا عورت جب کہ وہ صاحب ایمان ہو، تو ہم کو اس کو پاکیزہ زندگی عطا کریں گے) مساوات کا درس یہ کہہ کردیا "الخلق عيال الله" (مخلوق اللہ کا کنبہ ہے) اس نظام کے داعیوں اور اللہ کے نمائندوں نے ہمیشہ یہ صدا لگائی: ﴿أَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ أَمِينٌ﴾ [الاعراف/۶۷] (میں تمہارا خیر خواہ، امانتدار ہوں)

اور بے لوثی کا پیغام یہ کہہ کردیا ﴿إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ﴾ [سبا/۴۷] (میرا اجر صرف اللہ پر ہے اور وہ ہر چیز پر گواہ ہے)۔

موجودہ مذاہب میں اسلام تنہا وہ مذہب ہے جس نے صدیوں بندگان خدا کی عبادات سے لے کر معاملات تک، بین الاقوامی مسائل سے لے کر خانگی پیچیدگیوں تک کا کامیاب حل پیش کیا۔

اسلام ہی تنہا وہ مذہب ہے، جس کے دستور کی حفاظت کی ذمہ داری خود خالق نے لی ہے: ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ [حجر/۹] (ہم نے ہی اس نصیحت نامہ (قرآن) کو اتارا ہے، اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے)۔

منصف وغیر منصف تمام مؤرخین کو اس بات کا اعتراف ہے کہ اسلامی نظام حیات نے نہ صرف طویل عرصہ تک بلکہ دنیا کے وسیع ترین خطہ پر اپنے نظام کی افادیت کو ثابت کیا اور دنیا کو امن وآشتی کا گہوارہ بنا دیا۔

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندویؒ اپنی مایہ ناز کتاب "تہذیب وتمدن پر اسلام کے اثرات واحسانات" صفحہ ۲۰، ۲۱ میں لکھتے ہیں:

"اگر اقوام وملل کی زندگی اور تمدن میں نمایاں اسلامی اثرات کی تعیین وتحدید ناگزیر ہے تو ہم اختصار وانتخاب کے طور پر انھیں دس بنیادی وقیمتی عطایا متعین کرنے کی کوشش کریں گے جس کا نوع انسانی کی رہنمائی، صلاح وفلاح تعمیر وترقی میں نمایاں کردار رہا ہے، وہ اسلامی عطیات (Gifts) یہ ہیں:

(۱) صاف اور واضح عقیدہ توحید (۲) انسانی وحدت ومساوات کا تصور (۳) انسانیت کے شرف اور انسان کی عزت وبلندی کا اعلان (۴) عورت کی حیثیت عرفی کی بحالی اور اس کے حقوق کی بازیابی (۵) ناامیدی، بدفالی کی تردید اور نفسیات انسانی میں حوصلہ مندی اعتماد وافتخار کی آفرینش (۶) دین ودنیا کا اجتماع اور حریف وبرسر جنگ اور انسانی طبقات کی وحدت (۷) دین وعلم کے درمیان مقدس دائمی رشتہ کا قیام واستحکام اور ایک کی قسمت کو دوسرے کی قسمت سے وابستہ کردینا، علم کی تکریم وتعظیم اور اسے بامقصد، مفید اور خداری کا ذریعہ بنانے کی سعی محمود (۸) عقل سے دینی معاملات میں بھی کام لینے اور فائدہ اٹھانے اور انفس وآفاق میں غور وفکر کی ترغیب (۹) امت اسلامیہ کو دنیا کی نگرانی اور رہنمائی، انفرادی واجتماعی اخلاق ورجحانات کے احتساب دنیا میں انصاف کے قیام اور شہادت حق کی ذمہ داری قبول کرنے پر آمادہ کرنا (۱۰) عالمگیر اعتقادی اور تہذیبی وحدت کا قیام"۔

مذکورہ بالا سطور کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام کا نظام حیات بننے کا دعویٰ حقیقت کی کسوٹی پر کھرا اترتا ہے، اور اس وقت دنیا میں تنہا وہی ایک مذہب ہے جو متبادل نظام حیات کے طور پر پیش کیا جارہا ہے، ذیل میں پیش کردہ دلائل کے بعد اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں رہ جاتی کہ اسلام ہی متبادل نظام حیات ہے اس لئے کہ:

اسلام دین توحید ہے: ﴿وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا﴾ [النساء/۳۶] (اور اللہ کی عبادت کرو، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو)۔

اسلام روحانیت کا مذہب ہے: "الاحسان أن تعبد الله كأنك تراه فان لم تكن تراه فانه يراك"۔ [بخاری] (احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا کہ تم اس کو دیکھ رہے ہو، اور اگر تم اس کو نہیں دیکھ رہے ہو، تو وہ تم کو دیکھ رہا ہے)۔

اسلام اخلاق حسنہ کا معلم ہے: ﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ﴾ [النحل/۹۰] (اللہ تعالیٰ تم کو حکم کرتا ہے انصاف کا اور احسان کرنے کا، اور رشتے داروں کو دینے کا، اور وہ بے حیائی اور ظلم وزیادتی سے منع کرتا ہے)۔

"بعثت لأتمم مكارم الأخلاق" (میں اخلاق کریمانہ کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہوں)

اسلام عملی دین ہے: ﴿وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ وَأَنَّ سَعْيَهُ سَوْفَ يُرَىٰ﴾ [النجم/۳۹، ۴۰] (اور انسان کے لیے وہی ہے جس کی اس نے محنت کی، اور عنقریب اس کی کوشش اس کو دکھائی جائے گی) ﴿فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهِ﴾ (اور اس کی محنت رائیگاں نہیں جائیگی)

اسلام بانی اخوت ہے: ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ﴾ [الحجرات/۱۰] (تمام ایمان والے بھائی بھائی ہیں، اپنے بھائیوں میں صلح کراؤ) اسلام انسان کی انسانیت کو بلند کرتا ہے: ﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ﴾ [الاسراء/۷۰] (بیشک ہم نے آدم کے بیٹوں کو بڑی عزت دی، اور خشکی اور دریا میں ان کو سواری دی)۔

اسلام نیکی کی حمایت کو پسند کرتا ہے اور بدی کی حمایت کو ناپسند: ﴿تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدۃ/۲] (نیکی اور تقویٰ پر آپس میں تعاون کرو، اور گناہ اور سرکشی میں تعاون مت کرو)

اسلام محبت وکرم گستری کا دین ہے: "ارحموا من في الأرض يرحمكم من في السماء"

(زمین والوں پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم کرے گا)۔

اسلام حکومت میں رعایا کو حصہ دار بناتا ہے: ﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ﴾ (اور آپس کے معاملے میں مشورہ کرو) ﴿وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ﴾ (اور وہ آپس میں مشورہ کرتے ہیں)۔

اسلام دین تمدن ہے: ﴿وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللَّهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا﴾ [الحدید/۲۷] (اور یہ جو رہبانیت کی بدعت انہوں نے جاری کی ہے، ہم نے انہیں اس کا حکم نہیں دیا تھا، مگر انہوں نے اللہ کو راضی کرنے کے لیے درویشی اور فقیری کی زندگی اپنے دل سے اختیار کی، مگر اس کی نگہبانی اور رعایت نہ کر سکے)۔ ﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ﴾ [الاعراف/۳۲] (آپ کہہ دیجئے اللہ کی بنائی ہوئی زینت کو اور کھانے کی پاکیزہ چیزوں کو کس نے حرام کیا، جو اللہ نے اپنے بندوں کے لیے پیدا کیں)

اسلام دین حقوق ہے

عورتوں کے حقوق: ﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ﴾ (اور عورتوں کے لیے ویسا ہی حق ہے جیسا کہ مردوں کا حق عورتوں پر ہے)

بچوں کے حقوق: ﴿وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ مِنْ إِمْلَاقٍ﴾ (اور تنگ دستی کی وجہ سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو)۔

والدین کے حقوق: ﴿وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا﴾ (اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو)۔ ﴿وَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا﴾ (اور والدین سے اف بھی نہ کہو، اور ان کو مت جھڑکو، اور ان سے اچھی بات کرو)۔

حکومت کے حقوق: ﴿قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾ (آپ کہہ دیجئے کہ اللہ کی اطاعت کرو، رسول کی اطاعت کرو، اور جو تمہارے معاملے کے ذمہ دار ہیں ان کی اطاعت کرو)۔

اسلام امن وامان کا دین ہے: ﴿وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ﴾ (اور اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا) ﴿وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ﴾ (اور زمین میں فسادی مت بنو) ﴿وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ﴾ [البقرۃ/ ۱۹۱] (اور فتنہ قتل سے بھی سخت تر ہے) ﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ﴾ [البقرۃ/۱۹۳] (اور ان سے لڑو یہاں تک کہ فساد باقی نہ رہے)۔

اسلام سچی شہادت کا دین ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ﴾۔ [مائدہ/۸] (اے ایمان والو: اللہ کے واسطے انصاف کی گواہی دینے کے لیے کھڑے ہو جاؤ)۔ ﴿وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ﴾ [البقرۃ/۲۸۳] (اور گواہی مت چھپاؤ، اور جو بھی گواہی چھپائے گا اس کا دل گناہوں سے بھر جائے گا)۔

اسلام بھلائی کا دین ہے: ﴿وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ﴾ (اور ہم نے ان کو خیر اور بہتر کاموں کے انجام دینے کی وحی کی)

اسلام پارسائی کا دین ہے: ﴿قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ﴾ (آپ کہہ دیجئے کہ میرے رب نے بے حیائی کو حرام قرار دیا ہے، چاہے وہ ظاہری ہوں یا باطنی) ﴿وَذَرُوا ظَاهِرَ الْإِثْمِ وَبَاطِنَهُ﴾ (گناہوں کے ظاہر و باطن کو چھوڑ دو)۔

اسلام سچائی کا دین ہے: ﴿وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ﴾ (اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ)۔

اسلام حسن وجمال کا دین ہے:

☆ ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ﴾ (بیشک ہم نے انسان کو بہت ہی خوبصورت سانچے میں ڈھال کر بنایا)۔

☆ ﴿وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ﴾ (اور ہم نے تمہاری کیا ہی اچھی تصویر بنائی)۔

☆ ﴿وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً﴾ [الروم/۲۱] (اور یہ بھی اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے، کہ تم میں سے تمہاری بیویوں کو پیدا کیا، تاکہ تم ان سے راحت وسکون پا سکو، اور تمہارے درمیان چاہت و محبت اور مہربانی کے جذبات رکھ دیے)۔

☆ ﴿وَلَكُمْ فِيهَا جَمَالٌ حِينَ تُرِيحُونَ وَحِينَ تَسْرَحُونَ﴾ [النحل/۶] (اور تمہارے لیے ان پالتو جانوروں میں بڑی رونق اور خوبصورتی رکھ دی گئی ہے، جب تم ان کو صبح یا شام چرا کر واپس لاتے ہو)۔

☆ ﴿وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً﴾ [النحل/۸] (اور گھوڑے خچر، اور گدھے تمہارے کام میں لگا دیے، تاکہ تم ان پر سواری کرو اور تمہارے لیے وہ باعث زینت ہیں)۔

☆ ﴿إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زِينَةً لَهَا﴾۔ (بیشک ہم نے زمین پر موجود چیزوں کو اس کے لیے زینت بنایا ہے)۔

☆☆☆☆☆

شمع ہدایت

امریکہ میں ایک خاتون ڈاکٹر کا قبول اسلام

ام سفیان

امریکہ کی اس نوجوان ڈاکٹر نے ترجمہ قرآن پاک کا ناقدانہ نظر سے مطالعہ کیا ہے، دوران مطالعہ وہ اس کے اندر (مغرب کی مزعومہ) غلطیاں ڈھونڈتی تھی؛ لیکن اس وقت اس کی حیرت کی کوئی انتہائی نہ رہی جب اسے اس لازوال کتاب میں اپنے ہر اس سوال کا شافی اور تسلی بخش جواب مل گیا جو بچپن ہی سے اس کے ذہن ودماغ میں گردش کیا کرتے تھے، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چند ماہ بعد ہی اس نے اپنے قبول اسلام کا اعلان کر دیا اور اب اس کا اسلامی نام "ماریہ" ہے۔

۲۵ سال کی جواں سال امریکن ڈاکٹر اپنی سرگزشت آپ ہی بیان کرتے ہوئے کہتی ہے کہ امریکہ کے صوبہ کلیولینڈ میں میری پرورش ایک دیندار متشدد کیتھولک گھرانے میں ہوئی، علم النفس میں میں نے B.A. کی ڈگری حاصل کی، اس کے بعد میں نے میڈیکل کالج میں داخلہ لیا جہاں اس وقت میں M.A. کا مقالہ تیار کر رہی ہوں، مگر میں اپنے عقائد اور افکار وخیالات سے مطمئن نہیں تھی، مجھے ہمیشہ ایک مبہم سا انجانا کرب و اضطراب ستاتا رہا ہے اور "تثلیث" کی ماہیت و حقیقت کے متعلق میرے ذہن میں طرح طرح کے سوالات اٹھتے رہتے مزید برآں کیتھولک، پروٹسٹنٹ اور آرتھوڈکس فرقوں میں بٹ کر نصرانیت ومسیحیت کا تصور کیوں مختلف ہو جاتا ہے؟ اور ہر ایک کے اندر اس کا ایک خاص مفہوم کیوں متعین ہو جاتا ہے؟ میرا ایمان تو صرف ایک اللہ پر تھا، غلطی وسچائی اور حق وناحق کے درمیان میں امتیاز کرنے کی صلاحیت رکھتی تھی، مگر اسلام کے متعلق سنجیدگی سے اس زاویہ نظر سے کبھی نہیں سوچا کہ یہ بھی کوئی قابل قبول اور قابل تقلید دین و مذہب ہے، اسلام کے متعلق میرا جو کچھ تصور تھا وہ صرف یہ تھا کہ وہ یرغمالیوں اور جنگوں اور دہشت گردی وتشدد پسندی، انتہا پرستی وبنیاد پرستی کا دین ہے اور یہ کہ مسلمان قتل وخونریزی، ظلم وسفاکی کی خوگر ایک وحشی قوم ہے۔

ماریہ مزید کہتی ہیں: میرے قبول اسلام کی کہانی اس وقت شروع ہوئی جب میں نے یونیورسٹی میں داخلہ لیا اور ترجمہ قرآن پاک کا تنقیدی نگاہ سے مطالعہ شروع کیا تاکہ مجھے یہ معلوم ہو سکے کہ آیا یہ حق ہے یا باطل؟ لیکن اس وقت میں حیرت ومسرت کے ملے جلے جذبات میں ڈوب کر رہ گئی جب میں نے دیکھا کہ اسلام کا عقیدہ تو نہایت واضح، روشن اور صاف ستھرا ہے اور اس کے اندر خدا کا جو تصور ہے وہ بھی بے غبار ہے یعنی ﴿إِنَّمَا هُوَ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ﴾ تمہارا معبود صرف ایک معبود ہے۔

مطالعہ کے بعد مجھے ایک طرح کی ذہنی آسودگی اور قلبی وذہنی سکون حاصل ہوا اور جو سوالات میرے حاشیہ ذہن پر گردش کر رہے تھے، قرآن میں مجھے ہر ایک کا تسلی بخش جواب مل گیا، اس کے بعد تو میں نے قرآن پاک اور دیگر اسلامی موضوعات کے مطالعہ کو اپنا محبوب مشغلہ بنا لیا اور اسلام کو گہرائی سے سمجھنے کے لیے اچھی طرح مطالعہ کیا، چنانچہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے مقدس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سیرت اور اسلامی تاریخ کا بھی مطالعہ کیا، اسلام نے صنف نازک کو جو مقام و مرتبہ اور حقوق صدیوں سے دے رکھے ہیں، اس نے میری نگاہوں کو خیرہ کر دیا جب کہ امریکہ میں عورتوں کو اپنے حقوق کی بازیابی اور برابری کے مطالبے کی تاریخ چند سالوں سے زیادہ نہیں۔

اس کے بعد دوسرا قدم میں نے یہ اٹھایا کہ مسلم مردوں، عورتوں اور ان کے عائلی وخانگی زندگی کا تجزیہ کرنا شروع کیا اور امریکہ کی اور ان کی معاشرتی واجتماعی زندگی کا تقابل وموازنہ کیا اور یہ بھی میری خوش قسمتی ہے کہ حسن اتفاق سے میری ملاقات بعض دیندار اور شریف مسلم گھرانوں سے ہوئی، ان کے طریقہ زندگی، طرز معاشرت، خانگی آداب، بچوں کی نگہداشت اور ان کے ساتھ شفقت ومحبت کا برتاؤ دیکھ کر میں مسحور ہوئی، میں نے دیکھا کہ میاں بیوی آپس میں ایک دوسرے سے پیار ومحبت کا معاملہ کرتے ہیں اور ہر ایک دوسرے کے تئیں اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرتا ہے اور اس کا بالمقابل جو بھی کام کرتا ہے اسے قدر واحترام کی نظر سے دیکھتا ہے اور یہ وہ بات ہے، جو امریکہ کے بیشتر گھرانوں میں عنقا ہے۔

سوال: آپ یہ بتائیں اسلام میں عورتوں کے ساتھ جو احکام مخصوص ہیں، ان میں کون سا حکم آپ کو سب سے زیادہ پسند آیا؟

جواب: حجاب، کیونکہ مجھے مکمل یقین اور اطمینان ہے کہ عورت کا اپنے جسم کو ڈھکا رکھنا اس وجہ سے نہیں ہے کہ وہ مردوں سے کمتر ہے، بلکہ یہ اس کے تحفظ اور احترام واکرام کا خاص حق ہے، اس طرح اسلام مطلقہ عورتوں کو خاص مدت تک نفقہ دیتا ہے اور مزید اسے شوہر کے گھر میں رہنے کی اجازت بھی دیتا ہے، اگر امریکہ میں ایسا ہوتا تو ہزاروں مطلقہ عورتیں یوں بے گھر در بدر ماری ماری نہ پھرتی، پھر یہ کہ اسلام نے عورتوں کی اصلی ذمہ داریوں کی بھی وضاحت کے ساتھ تجدید کی ہے، مثلاً یہ کہ وہ اپنے گھر اور بال بچوں کی نگہداشت کرے، کیونکہ بچوں کی تعلیم وتربیت کے لیے وقت دینا دراصل تہذیب وتمدن کی تعمیر وترقی کے مترادف ہے بصورت دیگر بچے شتر بے مہار کی طرح بلا کسی تربیت کے پرورش پائیں جیسا کہ آج کل امریکہ میں عام طور سے دیکھنے کو ملتا ہے۔

سوال: آپ کے خیال میں ہم امریکہ کے معاشرہ میں کس طرح اسلامی دعوت دے سکتے ہیں؟

جواب: امریکیوں کے نزدیک اسلام کا تصور نہایت ہی گھناؤنا اور مسخ شدہ ہے جو بہت حد تک سیاست سے جڑا ہوا ہے، ذہنی طور سے وہ اسلام کو ایک جنگجو اور لڑاکا مذہب گردانتے ہیں جو ہمیشہ آمادہ قتل وخونریزی اور آمادہ وحشت وبربریت ہوتا ہے، چنانچہ وہ کبھی بھی اسلام کو ایک نظام حیات کے طور پر نہیں دیکھتے، اس لیے ہمارے لیے سب سے زیادہ جو ضروری ہے، وہ یہ کہ ہم انہیں اسلام کا ہر زاویہ سے تعارف کرائیں اور انہیں یہ بتائیں کہ اسلام ایک مکمل ہمہ گیر نظام حیات ہے اور ان کے سامنے عملی زندگی میں اچھا نمونہ پیش کریں اور ہم تمام مسلمان اپنے خاندانوں کی عمارتیں اسلامی اصولوں کی بنیادوں پر استوار کریں۔

☆☆☆☆☆

یک طرفہ بات سن کر کوئی رائے نہ قائم کرنا چاہیے

(امام) شعبیؒ کہتے ہیں، میں قاضی شریح کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک عورت اپنے خاوند کے خلاف شکایت لے کر آئی، عدالت میں حاضر ہوئی، اپنا بیان دیتے ہوئے اس نے زار وقطار رونا شروع کردیا، مجھ پر اس کی آہ وبکا کا بہت اثر ہوا، اور میں نے قاضی شریح سے کہا، ابوامیہ! اس عورت کے رونے سے ظاہر ہوتا ہے کہ یقیناً مظلوم اور بے کس ہے، اس کی ضرور دادرسی کرنی چاہیے، میری یہ بات سن کر قاضی شریح نے کہا: "اے شعبی! یوسف کے بھائی بھی انہیں کنویں میں ڈالنے کے بعد اپنے باپ کے پاس روتے ہوئے ہی آئے تھے"۔

مصنف لکھتا ہے کہ قاضی شریح بہت ہنس مکھ اور زندہ دل انسان تھے اور اپنے فیصلوں میں بھی اسی زندہ دلی کا ثبوت دیتے تھے۔

☆☆☆

بقیہ صفحہ ۲۳ کا

[شرح السنہ] اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ یہ حج کرنے والے جو کچھ مانگیں تم سب ان کو دیدو۔ [لطائف المعارف]

یقیناً عرفہ کا دن دعاؤں کی قبولیت کا خاص دن ہے، ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم اہل ایمان کو عرفہ کے دن دعا کرنے کی کس قدر موثر اور جامع ترغیب دی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ سب سے بہترین دعا یوم عرفہ کی دعا ہے۔ [ترمذی] یوم النحر کی رات اور دن میں کی جانے والی دعائیں قبول ہوتی ہیں، حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت امام شافعیؒ کے قول کے مطابق عید الاضحیٰ کی رات میں کی جانے والی دعا رد نہیں ہوتی ہیں۔ [بیہقی] اسی طرح بقیہ ایام تشریق (۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحجہ) میں بھی دعاؤں کی قبولیت کا بڑا قوی امکان ہے، چنانچہ حضرت ابوموسیٰؓ نے ایک مرتبہ عید الاضحیٰ کے دن اپنی تقریر میں فرمایا کہ یوم النحر کے بعد تین دن، جسے اللہ تعالیٰ نے "ایام معدودات" قرار دیا ہے، ان میں دعائیں رد نہیں ہوتی ہیں، اس لیے تم لوگ ان دنوں میں اللہ تعالیٰ سے خوب خوب دعائیں کرو۔ [لطائف المعارف] اسلاف کرام خاص طور پر حضرت عکرمہؒ اور حضرت عطاءؒ نے سورہ بقرہ [آیت/۲۰۱] کی روشنی میں ان دس دنوں میں: ﴿رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ والی قرآنی دعا کے اہتمام کو مستحب قرار دیا ہے۔ یہ جامع ترین دعا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کو اپنی دعاؤں میں شامل فرمایا کرتے تھے، اور اکثر وبیشتر یہی دعا مانگا کرتے تھے۔ [تفسیر عبد بن حمید]

آئیے! ہم تمام اہل ایمان اس قرآنی دعا کو اپنا معمول بنالیں اور ان دس دنوں میں اس دعا کا ورد ہمیشہ اور ہر جگہ کریں، اللہ تعالیٰ ہم تمام کے گناہوں کو معاف فرمادیں، جہنم سے نجات وچھٹکارہ نصیب فرمائیں اور جنت الفردوس میں داخل فرمالیں۔ آمین

☆☆☆☆☆

وفیات

حمیدہ قطب بھی چل بسیں!

عبدالغفار عزیز

نام نہاد عدالتی کارروائی کا ڈرامہ ختم ہوا اور عظیم مفسر قرآن سید قطب کو ناکردہ گناہ کے جرم میں پھانسی کی سزا سنادی گئی، سزا پر عمل درآمد بھی حتمی تھا، لیکن ظالم آخری لمحے بھی اپنے قدموں میں جھکانا اور اسلامی تحریک کے خلاف مزید سازشیں تیار کرنا چاہتے تھے، سید قطبؒ سے کہا گیا: اگر اعتراف جرم کرلو اور معافی مانگ لو تو یہ سارا عذاب انعامات میں بدل جائے گا۔ مفسر قرآن نے دوٹوک جواب دیا: میری جو انگلی ہر نماز میں اللہ کی وحدانیت کی گواہی دیتی ہے، وہ ایسا ایک حرف بھی لکھنے کو تیار نہیں جس سے ڈکٹیٹر کی حکمرانی تسلیم کرنے کا عندیہ ملتا ہو، کہا گیا: تو پھر موت کے لیے تیار ہو جاؤ۔ جواب ملا: الحمدللہ! میں نے شہادت حاصل کرنے کے لیے ہی تو گذشتہ ۱۵ برس جدوجہد کی ہے"۔

جب کوئی دباؤ کارگر ہوتا دکھائی نہ دیا تو آخری ہتھکنڈے کے طور پر سید قطب کی چھوٹی ہمشیرہ حمیدہ قطب سے رابطہ کرنے کا سوچا گیا، جو خود بھی جیل میں عذاب جھیل رہی تھیں، آیئے اس کے بعد کی داستان خود حمیدہ قطب کی زبانی سنتے ہیں:

"فوجی جیل کے سربراہ حمزہ البسیونی نے مجھے دفتر بلایا اور پھانسی کا حکم نامہ اور اس پر صدر مملکت کی مہر تصدیق دکھاتے ہوئے کہا: "اگر تمہارا بھائی حکومت کی بات مان لے تو یہ یقینی موت اب بھی ٹل سکتی ہے"۔ کچھ توقف کے بعد مزید کہا: تمہارے بھائی کی موت صرف تمہارے لیے نہیں، پورے مصر کے لیے بہت بڑا نقصان ہوگی، میں تو تصور بھی نہیں کرسکتا کہ ہم چند گھنٹوں بعد اس جیسی شخصیت کھودیں گے، ہم کسی بھی طرح، کسی بھی حیلے وسیلے سے تمہارے بھائی جیسی عظیم ہستی کو بچانا چاہتے ہیں، دیکھو! اس کے چند الفاظ اسے یقینی موت سے بچاسکتے ہیں اور اسے یہ الفاظ لکھنے پر صرف اور صرف تم آمادہ کرسکتی ہو، بنیادی طور پر مجھے یہ ذمہ داری سونپی گئی ہے، لیکن میں جانتا ہوں کہ اسے تمہارے علاوہ کوئی دوسرا قائل نہیں کرسکتا بس چند الفاظ ہیں اور سارا معاملہ طے ہوجائے گا، اسے صرف یہ لکھنا ہے کہ یہ تحریک (اخوان) کسی بیرونی طاقت سے منسلک تھی، بس اتنا لکھنے سے بات ختم ہوجائے گی اور سید قطب کو خرابی صحت کی بنا پر رہا کردیا جائے گا۔

میں نے جواب دیا: لیکن تم بھی جانتے ہو اور خود جمال عبدالناصر بھی جانتا ہے کہ اخوان کسی بیرونی طاقت سے وابستہ نہیں ہیں۔

حمزہ البسیونی نے جواب دیا: بالکل میں جانتا ہوں، بلکہ ہم سب جانتے ہیں کہ مصر میں صرف آپ لوگوں کی تحریک ہی ہے جو خالصۃً للہ اپنے دین کی خاطر کوشاں ہے، آپ لوگ مصر کے بہترین لوگ ہیں، ہم تو بس سید قطب کو پھانسی سے بچانے کے لیے ان سے یہ لکھوانا چاہتے ہیں"۔

یہ کہتے ہوئے اور میری کسی بات کا انتظار کیے بغیر، وہ اپنے نائب صفوت الروبی سے مخاطب ہوا اور کہا: "صفوت! اسے اس کے بھائی کے پاس لے جاؤ"۔

میں بھائی جان کے پاس لے جائی گئی اور سلام ودعا کے بعد ان لوگوں کا پیغام جوں کا توں پہنچادیا، انھوں نے زبان سے کوئی لفظ ادا کیے بغیر نگاہیں میرے چہرے پر گاڑدیں، جیسے پڑھنے کی کوشش کررہے ہوں کہ کیا یہ صرف ان کا پیغام ہے یا میری رائے بھی اس میں شامل ہے، الحمدللہ! میں نگاہوں کے اشارے سے انہیں یہ بتانے میں کامیاب ہوگئی کہ یہ میری رائے نہیں، صرف ان کا پیغام ہے۔

اس پر بھائی جان گویا ہوئے: "خدا کی قسم! اگر اس بات میں کوئی بھی صداقت ہوتی تو پوری روئے زمین پر کوئی ایسی طاقت نہیں ہے جو مجھے یہ بات لکھنے سے روک سکتی، لیکن آپ جانتی ہیں کہ یہ سراسر ایک جھوٹا الزام ہے اور میں ہرگز ہرگز جھوٹ نہیں کہہ سکتا۔

یہ جواب سن کر صفوت الروبی درمیان میں بولا، تو گویا یہ تمہارا حتمی فیصلہ ہے؟ سید صاحب نے جواب دیا: "ہاں! بالکل"۔ صفوت یہ سن کر اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا: "اچھا ٹھیک ہے پھر تمہاری مرضی"۔ قدرے توقف کے بعد کہا: "چلو تم دونوں بہن بھائی تھوڑی دیر ملاقات کرلو"۔

صفوت کے چلے جانے پر میں نے بھائی کو ساری بات بتائی کہ کس طرح انھوں نے پھانسی کا حکم نامہ دکھاتے ہوئے مجھے آپ کو قائل کرنے

کرنے کے لیے بھیجا ہے، بھائی نے پھر پوچھا: کیا تم بھی ان کی اس بات سے اتفاق کرتی ہو، میں نے جواب دہرایا: نہیں۔ بھائی جان کہنے لگے: ''زندگی کے فیصلے رب ذوالجلال کے ہاتھ میں ہیں، جو لوگ خود کو بھی کوئی نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتے، وہ میری مہلت حیات میں کوئی ادنیٰ کمی وبیشی نہیں کر سکتے، ہر شے اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے اور اللہ نے ان ظالموں کو بھی گھیرے میں لے رکھا ہے''۔

دونوں قیدی بہن بھائیوں کے درمیان یہ آخری ملاقات تھی، دونوں کی اس سے پہلی ملاقات بھی جیل ہی میں ہوئی تھی، اس کا ذکر مرحومہ زینب الغزالی نے اپنی کتاب روداد قفس میں یوں کیا ہے، واضح رہے کہ زینب الغزالی اور حمیدہ قطب ایک ہی کوٹھری میں قید تھیں۔

سید قطب اور ان کے دو ساتھیوں کو پھانسی کی سزا سنائے جانے کے پانچ روز بعد ہماری کوٹھری کے دروازے پر اچانک دستک ہوئی، دروازہ کھلا تو سید قطب بھائی اندر آئے، ان کے ساتھ جیل کے دو اعلیٰ افسر ابراہیم اور صفوت الروبی بھی تھے، ابراہیم تو انہیں ہمارے پاس چھوڑ کر چلا گیا لیکن صفوت وہیں رہا، ہم نے خیر مقدم کرتے ہوئے کہا: خوش آمدید! ہماری خوش قسمتی ہے کہ آپ تشریف لائے، آج تو ہم پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی کرم ہوا، سید قطب بیٹھ گئے اور زندگی کی حقیقت اور موت کے مقررہ وقت کے بارے میں گفتگو کرنے لگے: موت وحیات کا فیصلہ صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے، اس کے علاوہ کوئی طاقت اس میں مداخلت نہیں کر سکتی، ہم ہر صورت میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے فیصلے تسلیم کرنے کے پابند ہیں، ہمیں صرف اسی کے سامنے سر تسلیم خم کرنا ہے، ان کی یہ گفتگو سن کر صفوت غصے میں آ گیا اور بھناتے، بڑبڑاتے ہماری ملاقات ختم کروادی، امام قطب نے ایک نظر ہمیں دیکھا اور جاتے جاتے پھر دہرایا: ''ہمیں کسی صورت صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا''۔ بہن بھائیوں کے درمیان ہونے والی آخری ملاقات کی رات ۲۹/اگست ۱۹۶۶ء کی صبح سید قطبؒ کو پھانسی دیدی گئی۔

حمیدہ چھ بہن بھائیوں میں سید صاحب کی سب سے چھوٹی بہن تھیں۔ ۱۹۳۷ء میں پیدا ہوئیں، تعلیم کے دوران ہی ان کی کئی ادبی کاوشیں بھی شائع ہوئیں، بھائی اخوان سے وابستہ ہوا تو پورا خاندان بھی تحریک سے وابستہ ہوگیا، حمیدہ نے اخوان کے رسالے ''الاخوان المسلمون'' میں کئی تحریریں لکھیں، ان کی ایک کتاب ''رات کے جنگل میں سفر'' بھی شائع ہو چکی ہے۔

۱۹۵۴ء میں اخوان پر ابتلا کے پہاڑ توڑے گئے تو وہ زینب الغزالی اور دیگر خواتین کے ساتھ مل کر گرفتار شدگان کے اہل خانہ کی دیکھ بھال میں لگ گئیں، حمیدہ اپنے اسیر بھائی سید قطب اور اخوان کی قیادت کے مابین رابطہ کا ذریعہ بھی بنی، سید قطب کی شہرۂ آفاق کتاب ''معالم فی الطریق'' یعنی جادہ ومنزل کا مسودہ بھی انہی کے ذریعے جیل سے باہر آسکا، سید قطب کی گرفتاری کے ان ۱۰ برسوں میں حمیدہ نے ایک مخلص بہن اور مثالی کارکن کا فریضہ انجام دیا، دل کا شدید دورہ پڑنے پر سید قطبؒ کو مئی ۱۹۶۴ء میں رہا کر دیا گیا، لیکن ابھی تقریباً ایک سال ہی گزرا تھا کہ ۱۹۶۵ء میں انھیں پھر گرفتار کر لیا گیا، اس بار صرف انھیں ہی نہیں، حمیدہ کو بھی قید کر دیا گیا، جیل میں ان پر ناقابل بیان تشدد کیا گیا اور پھر ۱۰ سال قید بامشقت کی سزا سنائی گئی، لیکن پھر چھ سال چار ماہ کی قید کے بعد ۱۹۷۲ء میں رہا کر دی گئیں، حمیدہ پر چار الزامات عائد کیے گئے:

۱- تم نے سید قطب اور زینب الغزالی کے مابین ہدایات اور معلومات کا تبادلہ کیا۔

۲- تم نے جادہ ومنزل کا مسودہ جیل سے باہر منتقل کیا۔

۳- تم نے اخوان کے ذمہ داران یوسف ہواش اور علی عشماوی کے درمیان معلومات کا تبادلہ کیا۔

۴- تم نے ۱۹۵۴ء سے ۱۹۶۴ء تک اسیران تحریک کے خاندانوں کی مدد کی۔

سوئے دار جانے والے بھائی کو کامل صبر وثبات سے رخصت کرنے اور اس نازک موقع پر کسی طرح کی کمزوری کا اظہار نہ کرنے والی بہن نے ان سب الزامات کو قبول کیا اور بھائی کی شہادت کے بعد بھی پانچ سال سے زائد عرصہ جیل میں رہیں، گرفتاری کے وقت ان کی عمر ۲۹ برس تھی اور وہ ابھی غیر شادی شدہ تھی۔

عظیم مفسر قرآن بھائی کی یہ عظیم مجاہد بہن ۱۳/جولائی ۲۰۱۲ء بروز جمعہ قید حیات سے بھی رہائی پاگئیں، یقیناً شہید بھائی نے جنت کی دہلیزوں پر استقبال کیا ہوگا

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

☆☆☆☆☆

ممبئی کے قارئین کی خدمت میں

ممبئی کے قارئین ''تعمیر حیات'' سے گزارش ہے کہ ''تعمیر حیات'' کے سلسلہ میں رقم جمع کرنے یا خریدار بننے کے سلسلہ میں ذیل کے پتہ پر رابطہ قائم کریں، وہاں ان کو رقم جمع کرنے کی رسید مل جائے گی۔

ALAUDDIN TEA
44, Haji Building S.V. Patel Road
Null Bazar, Mumbai-400003
Tele Add Cupkettle
Ph: 23460220-23468708

ماہ مبارک کی عبادت مبارک مبارک!
روز عید کی مسرت مبارک مبارک!

پروپرائٹر: ولی اللہ
ولی اللہ جویلرس
WALIULLAH
Jewellers
ALL KINDS OF GOLD, SILVER & DIAMOND JEWELLERY
Mob. 9415090544, 9936672278
Phone : 0522-2627446 (S)
e-mail : waliullahjewellers@gmail.com
Jutey Wali Gali, Aminabad, Lucknow

MAQBOOL JEWELLERS
مقبول جویلرس
جوتے والی گلی امین آباد
Jutey Wali Gali, Aminabad Lucknow
Mob.: 9956069081-9919089014
Shop No. S-13 Gole Market, Mahanagar Lucknow
Ph: 0522-4000130 (S) - 4001130

ممبئی کے قارئین کی خدمت میں

ممبئی کے قارئین ''تعمیر حیات'' سے گزارش ہے کہ ''تعمیر حیات'' کے سلسلہ میں رقم جمع کرنے یا خریدار بننے کے سلسلہ میں ذیل کے پتہ پر رابطہ قائم کریں، وہاں ان کو رقم جمع کرنے کی رسید مل جائے گی۔

کیفے فردوس
CAFE FIRDOS
Partly Air Condition
MOGHALAI & CHINESE FOOD
Tel.: 23424781 - 23459921
145, Sarang Street, Crawford Market, Mumbai-400003

Phone: 0522-3058047
ریڈی میڈ مردانہ ملبوسات کا قابل اعتماد مرکز
اعلیٰ کوالٹی، جدید ترین فیشن کے ساتھ
Shirt, Trousers, Coats, Embroidered Sherwanis, Pullowers, Jackets, Kurta-Suits, Night Suits, Gown & Ties
شادی بیاہ، تیوہار اور تقریبات کے لئے شاندار ذخیرہ تشریف لائیں قابل بھروسہ برانڈ
menmark®
Men's Exclusive
MFG, Wholesale, Export & Retail
58, Halwasia Market, Hazratganj, Lucknow-226001

Mohd. Zubair
Mohd. Salman
0522-2618629
09415028247
09919091462
Sahara FOOTWEAR
wholesale
35, Amethi House, Near Post Office, Aminabad, Lucknow-18

Postal Regd. No. LW/NP/63/2012TO2014
R. N. I. No. UP. Urd/2001/6071
Despatch Date, 10-12 / 25-27
Vol. No. 49 Issue No.24

Fortnightly

TAMEER-E-HAYAT

Tagore Marg, Badshah Bagh, Lucknow-07

Ph. Off. : 0522-2740406
Fax : 0522-2741221
E-mail : nadwa@sancharnet.in

25 October, 2012

Quba Awning
Demo Tent And Awning
ایم ۔ کے ۔ ملک
قبا اوننگ
DEMOTENT
مینوفیکچررس
ٹیرس اوننگ ۔ ونڈو اوننگ = ڈوم اوننگ
فکس اوننگ ۔ لان اوننگ ۔ ڈیموٹینٹ
چندراول، (نزد سی آر پی ایف سینٹر)
سروجنی نگر، لکھنؤ
Chandrawal (Near C.R.P.F. Group Center)
Sarojni Nagar, Lucnknow
Tel : (W)0522-2817580 - (W)0522-2817759 - 0522-3211701
Mob.: 9335236026 - 9839095795 -
E-mail: qubaawningup@yahoo.com

Booking Open
2 BHK/ 3 BHK & 4 BHK Premium Flats Available at Affordable Prices
SAITECH GRACE
An Ideal House You Truly Deserve

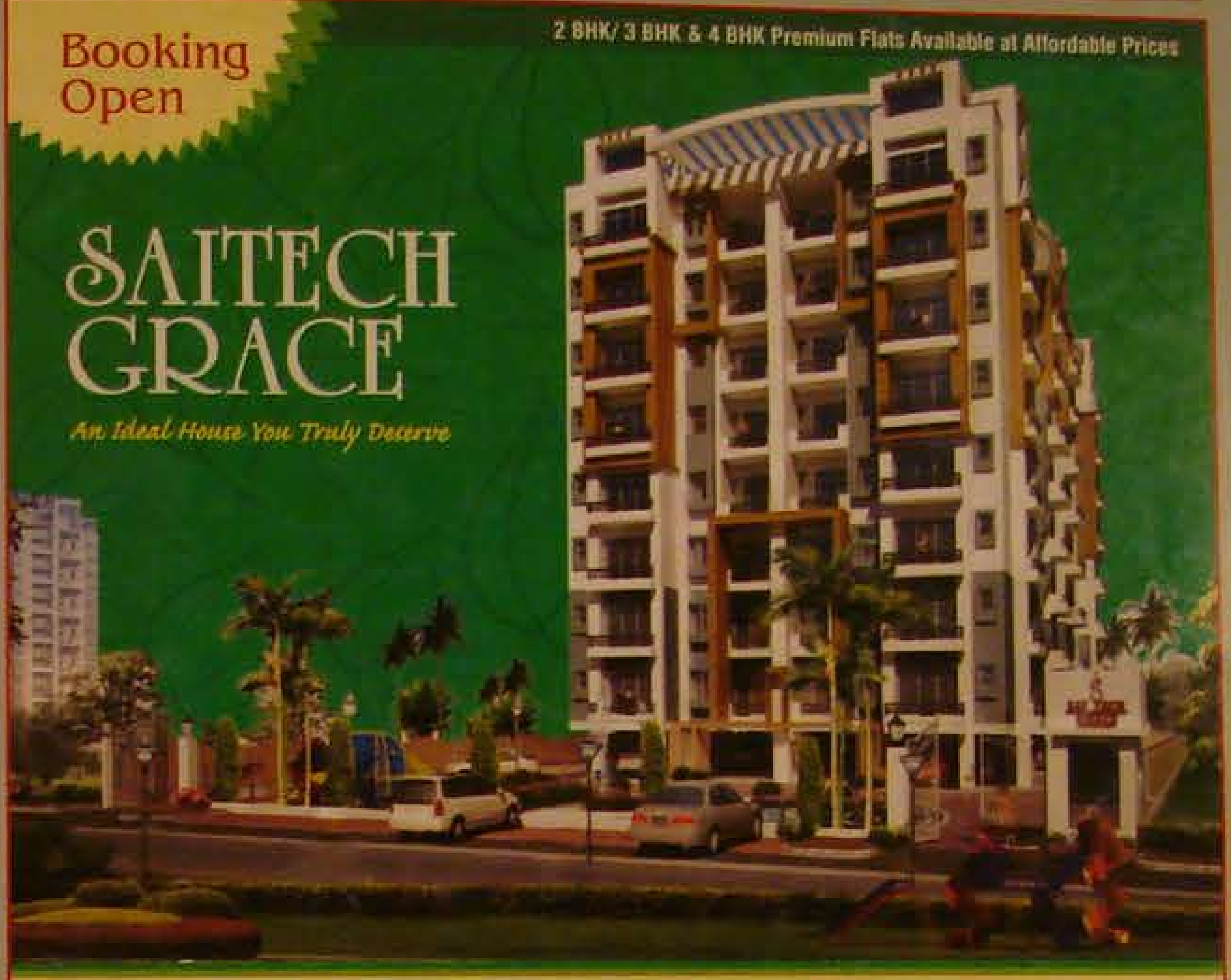

FACILITIES /AMENITIES 24X7 security system, Intercom / EPABX system from Entrance Gate, Power Backup through Generator, Internet connectivity, Pressurized water supply system, High quality single lever bathroom fittings, Open and covered car parking, Children play ground, Jogging / walking track, Gymnasium provision, Automatic high speed lifts, Fire Fighting System, Ample open and covered (stilt and basement)car parking space, Visitor's Parking.

BUILDERS & DEVELOPERS
SAITECH INFRASTRUCTURE PVT. LTD.
MAS COLONISERS (INDIA) PVT. LTD.

Corporate Office
06-F.F., Natraj Complex, 11 B.N. Road, Lalbagh,
Lucknow - 226001
Tele Fax : +91-522-4077160
Mob.: 9838456123, 9450200000, 9450931440, 9415022240
Website : www.saitechbuilders.com
E-mail : saitechinfra@gmail.com

Site Office
485/8, Mohan Meakin Road,Daliganj, Lucknow.

لکھنؤ کے قدیم مشہور و معروف صندل سے تیار کردہ روغنیات، عرقیات، کولر پرفیوم، کار پرفیوم، روم فریشنر، فلور پرفیوم، روح گلاب،
روح کیوڑہ، عرق گلاب، عرق کیوڑہ، اگربتی، ہربل پروڈکٹ
خوشبودار عطریات
کی ایک قابل اعتماد دوکان :
ایک مرتبہ تشریف لاکر خدمت کا موقع دیں
تیار کردہ
اظہارسن پرفیومرس
اکبری گیٹ، چوک لکھنؤ
برانچ: C-5، جنپتھ مارکٹ، حضرت گنج

IZHARSON PERFUMERS
H.O. : Akbari Gate, Chowk, Lucknow.
Tel : 0522-2255257 Mobile : +91-9415009102
Branch : C-5 Janpath Market, Hazratganj
Lucknow 226001 U.P. INDIA Cell:91-9415784932
E-mail : izharsonperfumers@yahoo.com

Editor *Shamsul Haq Nadwi*, Printed & Published by *Athar Husain*
On behalf Majlis-e-Sahafat-wa-Nashriyat at Azad Printing Press Mahboob Building Nazirabad, Lko. Ph: 9415100085

Designed By : Future Graphix, Lko. Mobile : 7860632916